ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
8 تا 14 نومبر 2001ء

☆ پاکستانی معاشرے کی نئی دوقطبی تقسیم (توضیح وتنقیح)
☆ افغان عوام کی فطرت، شریعت سے ہم آہنگ ہے (گفت وشنید)
☆ اللہ کی مدد طالبان کے ساتھ ہے! (منبرومحراب)

''میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی''

''...... ظاہر ہے کہ کسی بھی انقلابی کارکن کے لئے اپنی انقلابی جدوجہد میں ثابت قدم رہنے کا دارومدار اپنے مقصد اور نصب العین سے پوری یکسوئی کے ساتھ وابستگی اور لگاؤ پر ہے۔ اپنے نصب العین سے اس کی وابستگی جس قدر گہری ہوگی اور ذہن وقلب کے اندر اس کی جڑیں جتنی گہری اتری ہوئی ہوں گی اسی قدر وہ اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو برداشت کرے گا' مصائب کو جھیلے گا' امتحانات میں کامیابی سے درّاتا ہوا گزر جائے گا اور آزمائشوں کی بھٹیوں میں سے سرخرو ہو کر نکلے گا۔ یہ جدوجہد چونکہ اللہ اور اس کے دین کے لئے ہے اور اس میں اصل مطلوب ومقصود اللہ کی رضا جوئی ہے لہٰذا انقلابی کارکن کے صبر وثبات کی بنیاد تعلق مع اللہ ہے۔ اللہ کی یاد اس کے دل میں جس قدر رہوگی اور اللہ اس کے ذہن سے جتنا قریب تر رہے گا اتنا ہی وہ اس راہ میں ثابت قدم رہ سکے گا۔ اور ذکر اللہ کے لئے جو سب سے جامع پروگرام ہمیں دیا گیا وہ ہے نماز۔ چنانچہ فرمایا: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ ''اے اہل ایمان! مدد چاہو صبر سے اور نماز سے''۔ ایک اور جگہ فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ''یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

(امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے دروس قرآن پر مشتمل ''الہدیٰ'' سیریز کے کتابچے مباحث ''صبر ومصابرت'' سے ایک اقتباس)

سورۃ البقرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ o وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ o فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ o﴾ (آیات: ۵۷تا۵۹)

''اور ہم نے تم پر ابر کا سایہ کر دیا اور تم پر (غذا کے لئے) من وسلویٰ اتارا' (تاکہ) کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیں' اور انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا (بلکہ) وہ تو خود اپنے اوپر ہی ظلم ڈھاتے رہے۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے کہا تھا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور کھاؤ پیو اس میں سے جہاں سے چاہو بافراغت۔ اور اس شہر میں سر جھکائے ہوئے داخل ہونا اور یہ کہتے ہوئے کہ (اے اللہ!) ہمارے گناہ معاف کر دے' ہم تمہارے لئے تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور نیکی کرنے والوں کے اجر میں اضافہ کر دیں گے۔ تو زیادتی کرنے والوں نے اسے ایک ایسی بات سے بدل ڈالا جو ان سے نہیں کہی گئی تھی' پس ہم نے ان ظالموں کی سرکشی کی پاداش میں ان پر آسمان سے ایک عذاب اتارا''

بنی اسرائیل جب مصر سے نکلنے کے بعد صحرائے سینا میں جنوب کی طرف کوہ طور کا رخ کر رہے تھے تو انہیں اپنا یہ سفر شدید دھوپ میں طے کرنا پڑ رہا تھا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا جو انہیں دھوپ کی تمازت سے بچاتا رہا۔ ان کی غذائی ضروریات پوری کرنے کے لئے آسمان سے من وسلویٰ اتارے گئے۔ ''من'' صبح کو شبنم کے قطروں کی طرح گرتی تھی اور زمین پر آ کر سخت دانوں کی شکل اختیار کر لیتی تھی۔ اس کا ذائقہ میٹھا ہوتا تھا جس کے ذریعے بنی اسرائیل کو کاربوہائیڈریٹ فراہم ہو رہے تھے۔ ''سلویٰ'' بٹیر کی طرح کا ایک پرندہ تھا' رات کی تاریکی میں اس کے جھنڈ کے جھنڈ صحرا میں آتے تھے تاکہ لوگ آسانی سے انہیں پکڑ لیں۔ یہ پرندہ پروٹین کی ضروریات پوری کر رہا تھا۔ ان نعمتوں کے باوجود اگر کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتے رہے اور اس کی سرتابی کرتے رہے تو ان کے لئے فرمایا گیا کہ ایسے لوگوں نے اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ وہ خود اپنا ہی برا کرتے رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی تک تو بنی اسرائیل صحرائے سینا ہی میں بھٹکتے رہے کیونکہ انہوں نے جنگ کرنے سے انکار کر دیا تھا' لیکن ان کے انتقال کے بعد اس قوم نے یوشع بن نون کی سرکردگی میں جہاد کیا اور سب سے پہلے اریحا شہر کو فتح کیا۔ یوشع بن نون' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفۂ اول تھے۔ تورات میں انہیں دوشوا کہا گیا ہے۔ چنانچہ اریحا کی فتح کے بعد بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا کہ تم اس شہر میں عام فاتحین کی طرح گردن اکڑا کر اور سینہ تان کر داخل نہ ہونا بلکہ اس مرحلے پر اللہ کی بندگی اختیار کرتے ہوئے اپنی گردنیں جھکا لینا اور اپنے رب سے مغفرت کے طلب گار بننا' یقیناً اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو معاف کر دے گا۔ لیکن بنی اسرائیل نے ان احکام کی پابندی کرنے کی بجائے حطۃ (گناہ معاف کر دے) کی جگہ حنطۃ (گندم) کہنا شروع کر دیا کہ ہمیں تو گندم چاہئے اور سر جھکانے کے بجائے وہ اظہار فخر وغرور کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ چنانچہ ان کی اس نافرماں برداری کے باعث طاعون کی وبا کی صورت میں ان پر عذاب الٰہی کا نزول ہوا اور ہزاروں افراد لقمۂ اجل بنے۔

☆ ☆ ☆

چوہدری رحمت اللہ بٹر

ظالم کی مدد اور اس کے نتائج

فرمان نبوی

عَنْ اَوْسِ بْنِ شَرْجِيْلٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

''حضرت اوس بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی ظالم کی مدد کے لئے اس کا ساتھ دینے کے لئے چلا اور اس کو اس بات کا علم تھا کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔''

ایک اور فرمان میں آپؐ نے فرمایا: ((مَنْ اَعَانَ ظَالِماً بِبَاطِلٍ لِيُدْحِضَ بِبَاطِلِهٖ حَقًّا فَقَدْ بَرِئَ مِنْ ذِمَّةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ)) (الطبرانی ، احادیث صحیحہ ۱۰۲۰ البانی)

ظالم کا ساتھ دینا اور اس کی مدد کرنا گویا ظلم میں شرکت ہی کے مترادف ہے' اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو اسلام سے نکل جانے والا قرار دیا ہے۔ اس پس منظر میں آج کل پاکستان کے اصحاب حل وعقد کو دیکھنا چاہئے کہ وہ صرف دنیاوی زندگی کی محبت اور موت کے ڈر سے کس طرح ظالم کا ساتھ دے رہے ہیں۔ کیا وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف ان یہود ونصاریٰ کا ساتھ نہیں دے رہے ہیں جو سراسر ظلم اور زیادتی کے مرتکب ہیں؟ کیا یہ طرز عمل اسلام سے نکل جانے کے مترادف نہیں اور کیا یہود ونصاریٰ کی دوستی اسلام سے دشمنی ہی کا شاخسانہ نہیں ہے؟ اس سب کو حکمت عملی قرار دینا تو گویا اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کا مذاق اڑانے والی بات ہے۔ یہ امت مسلمہ سے غداری اور اسلام سے لاتعلقی ہی کا دوسرا نام ہے۔ فتنہ دجالیت یہی تو ہے کہ اللہ کی خشیت کی بجائے مادی اسباب ووسائل پر بھروسہ کرتے ہوئے دنیوی قوتوں کے ڈر سے ظلم کا ساتھ دیا جائے اور اسے اپنے لئے زندگی کی ضمانت قرار دیا جائے' حالانکہ زندگی وموت اور نفع وضرر تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ایسے لوگ اللہ کی گرفت میں ایسے آتے ہیں کہ پھر حسرت کرنے کی بھی مہلت نہیں ملتی۔ یہ لوگ کیوں سابقہ ظالم قوموں کی تاریخ کو بھول جاتے ہیں اور اللہ کے اختیار مطلق کو چیلنج کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں!

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جلد 10 شمارہ 42

8تا14نومبر 2001ء

(۲۳تا۲۹ شعبان ۱۴۲۲ھ)

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر : حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خراسانی

معاونین: مرزا ایوب بیگ ' سردار اعوان

محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت : شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار ' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

E-Mail:anjuman@tanzeem.org

Website:www.tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5روپے

سالانہ زرتعاون :

اندرون ملک......250روپے

بیرون پاکستان:

☆یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ

............1500روپے

☆امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ

............2200روپے

ادار یہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ عاکف سعید

یہ احتجاجی مظاہرے!

نیویارک اور واشنگٹن میں ۱۱ر ستمبر کے ہولناک واقعات کے بعد جب امریکہ نے ایک گہری سازش کے تحت اسامہ کی آڑ میں اپنی توپوں کا رخ افغانستان کی طالبان حکومت اور پاکستان کی طرف پھیرا اور غیظ و غضب اور شدید انتقامی جذبات سے مغلوب ہو کر صدر پاکستان جناب پرویز مشرف کو نہایت تحکمانہ انداز میں دھمکی اور دھونس کے ذریعے سپر ڈالنے پر مجبور کیا تو اس کے ردعمل میں ملک کے باشعور' غیور اور دین کے ساتھ خلوص و اخلاص کا تعلق رکھنے والے مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب کا پیدا ہونا ایک لازمی امر تھا۔ چنانچہ ہر طرف سے احتجاجی صدائیں بلند ہونا شروع ہوئیں۔ دینی جماعتوں نے جلسوں اور ریلیوں کے انعقاد کے ذریعے امریکہ کے غیر منصفانہ اور جابرانہ رویئے اور حکومت پاکستان کی امریکہ حمایت پالیسی کے خلاف نہایت بلند آہنگ کے ساتھ احتجاج کا آغاز کیا۔ ۷ر اکتوبر کو افغانستان کے خلاف بلا کسی واضح ثبوت کے' امریکہ کی وحشیانہ جنگی کارروائی کا آغاز ہوا تو ان احتجاجی مظاہروں میں شدت پیدا ہوئی اور پاکستان کے طول و عرض میں قریباً تمام دینی مکاتب فکر کی جانب سے بلاتفریق مسلک و مشرب طالبان کے ساتھ بھرپور اظہار یکجہتی کیا جانے لگا۔ قریباً تمام ہی مکاتب فکر کے چوٹی کے علماء کی جانب سے افغانستان کی اسلامی حکومت کے تحفظ و دفاع کی خاطر مسلمانان پاکستان پر جہاد کی فرضیت کا فتویٰ دیا گیا۔

اس شدید بحرانی اور ہنگامی صورت حال کے بطن سے ایک بہت بڑا خیر بھی برآمد ہوا۔ ملک کے تمام سچے دینی عناصر کی ہمدردی طالبان کے ساتھ جبکہ تمام سیکولر عناصر خواہ وہ اس سے قبل کوئی مذہبی لبادہ اوڑھے ہوئے تھے' کی ہمدردی اور حمایت صدر پرویز مشرف کے پلڑے میں جمع ہو گئی۔ دینی جماعتوں کے مختلف دھڑوں میں باہمی اتحاد کی جانب پیش قدمی شروع ہوئی اور مسلکاً طالبان کے ساتھ اختلاف رکھنے والے دینی مکاتب فکر نے بھی مسلکی اختلاف کی دیواریں گرا کر طالبان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے طور پر ایک مشترک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر امریکہ کی غنڈہ گردی اور حکومت پاکستان کی امریکہ حمایت پالیسی کے خلاف بھرپور احتجاجی مہم برپا کی۔ یوں اس ملک میں مختلف دینی طبقات کے اتحاد و اتفاق کی جانب پیش رفت کے نتیجے میں یہاں نفاذ شریعت کے لئے مشترکہ جدوجہد کی راہ ہموار ہوئی ہے جو یقیناً پاکستان میں اسلام کے مستقبل کے حوالے سے نہایت خوش آئند ہے۔

ان احتجاجی مظاہروں کے تین بنیادی مقاصد ہیں: (۱) افغانستان پر امریکہ کی عریاں جارحیت کی شدید مذمت' (۲) اس جنگی کارروائی میں امریکہ کے ساتھ تعاون کی حکومتی پالیسی سے اعلان براءت اور صدر مشرف کے بزدلانہ فیصلے کے خلاف شدید منفی جذبات کا اظہار' اور (۳) طالبان کے ساتھ کامل یکجہتی اور امارت اسلامی افغانستان کے دفاع کے لئے کٹ مرنے کے عزم کا اظہار۔ یہ تینوں باتیں ہمارے ایمان و اسلام اور دینی غیرت و حمیت کا لازمی تقاضا ہیں ـــــ لیکن اس احتجاجی فضا اور دینی جماعتوں کے اکٹھ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے بعض دینی سیاسی رہنما دانستہ یا نادانستہ طور پر اس عظیم تحریک کو جو عوام کے ایمانی جذبات کی آئینہ دار ہے ''مشرف ہٹاؤ تحریک'' کی صورت میں ڈھال کر اسے شاید اپنی تشنہ سیاسی امنگوں کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں۔ یہ رجحان ایک مریضانہ سوچ کی نشاندہی کرتا ہے اور اس ملک میں اسلامی کاز (Cause) کے حوالے سے نہایت منفی نتائج کا حامل ہے ـــــ اس لئے کہ اس ملک کی مذہبی و سیاسی تاریخ سے سرسری سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ دینی سیاسی جماعتوں نے یہاں متعدد بار متحدہ محاذ کی صورت میں کسی برسر اقتدار فرد یا جماعت کے خلاف بھرپور عوامی تحریک چلائی اور مل جل کر حکمران وقت کی ٹانگ گھسیٹنے میں کامیابی بھی حاصل کی لیکن اسلام کا کچھ بھلا نہ ہو سکا۔ ہر بار کوئی دوسرا سیکولر مزاج شخص تخت حکومت پر براجمان ہو گیا اور دینی جماعتیں منہ تکتی رہ گئیں۔ کیا ہم نے سابقہ تاریخ اور تجربات سے سبق نہ سیکھنے کی قسم کھا رکھی ہے؟ ـــــ کیا آج ہمارے یہ دینی سیاسی رہنما اس بات کی گارنٹی دے سکتے ہیں کہ مشرف کے منظر سے ہٹ جانے کے بعد کوئی دوسرا سیکولر جرنیل کرسی اقتدار پر براجمان نہیں ہو گا؟ کیا آپ ایک غلطی کو بار بار دہرا کر من پسند نتائج حاصل کر سکتے ہیں؟ عوام کے دینی جذبات کے ساتھ کھیل کر اپنی سیاسی امنگوں کی تکمیل کے لئے انہیں تختہ مشق بنانا کہاں کی دیانت داری ہے ـــــ موجودہ سازگار فضا میں دینی جماعتوں کے لئے صحیح طرز عمل یہ ہو گا کہ پرامن عوامی احتجاجی

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

اب قیامت تک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اور صرف اسلام ہے' کوئی دوسرا ورلڈ آرڈر اللہ کے ہاں مقبول نہیں

دنیا میں آج افغانستان واحد نمائندہ اسلامی حکومت ہے جہاں فی الواقع اللہ کی حکمرانی اور اس کی شریعت کا مکمل نفاذ ہے

ہمارے حکمران' نواز شریف ہوں' بےنظیر یا پرویز مشرف یہ سب دراصل مادہ پرستانہ سوچ رکھنے والے طبقہ کے نمائندہ لوگ ہیں

کوئی بعید نہیں کہ اللہ امریکہ جیسی سپر پاور کے مقابلے میں بے سروسامان لیکن ایمان کی دولت سے مالامال طالبان کو فتح عطا فرمادے

امریکہ کے مقابلے میں طالبان کی کامیابیوں کے تمام مظاہر اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ کی مدد طالبان کے ساتھ ہے

موجودہ صورت حال سے پورے عالم اسلام میں طالبان کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا ہوئے ہیں

اجتماعی توبہ کی ایک شکل یہ ہے کہ حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ ملک میں شریعت کے نفاذ کی طرف پیش رفت کرے

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے ۲ نومبر ۲۰۰۱ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

ہمارے لئے اصل رہنمائی اللہ کی کتاب میں ہے' ہمارا ایمان ہے کہ اس قرآن میں قیامت تک اس اُمت کے لئے ہر قسم کے حالات میں رہنمائی موجود ہے۔ اس بات کو ہم مانتے ہیں اور اس کا دعویٰ زبان سے کرتے ہیں لیکن ہم میں سے اکثر کے دل اس یقین سے خالی ہیں۔ خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک بڑی اکثریت کے دل میں چور ہے کہ شاید یہ کتاب چودہ سو سال پہلے کے حالات کے بارے میں تھی' اس میں دیئے گئے احکام اور اس کی تعلیمات کا اطلاق اُسی دور پر ہوتا ہے' آج کے لئے شاید یہ کتاب کفایت نہیں کرتی۔ لیکن اصل میں کمی اس بات کی ہے کہ ہم نے قرآن کو کھول کر دیکھا نہیں ہے' اس کی طرف رجوع نہیں کیا' اس کے مضامین میں غوطہ زنی نہیں کی۔ خود اللہ تعالیٰ نے گویا شکوے کے انداز میں قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ''کیا یہ لوگ قرآن پر فکر وتدبر نہیں کرتے' کیا ان کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں۔'' قرآن تو اس لئے نازل ہوا تھا کہ اس کی آیات پر غور وفکر کیا جائے' اسے سمجھا جائے' اس کی آیات میں مضمر حکمت ومعرفت کے موتی اخذ کرنے کے لئے سعی کی جائے۔ لیکن افسوس کہ اس کتاب کے ساتھ اُمت مسلمہ کا بحیثیت مجموعی کوئی زندہ تعلق باقی نہیں رہا۔

آج ہمارے زیر مطالعہ سورۃ مائدہ کا آٹھواں رکوع ہے اور آپ محسوس کریں گے کہ اس وقت کے حالات کے حوالے سے' جو رہنمائی اُمت کو درکار ہے' وہ قرآن مجید میں اگرچہ دوسرے مقامات پر بھی یقیناً ہوگی لیکن یہ رکوع اس اعتبار سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔

سورۃ مائدہ کے بارے میں یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہ تکمیل شریعت کی سورۃ ہے۔ بالکل آغاز میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''آج کے دن میں نے تم پر تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل فرما دیا تم پر اپنی نعمت ہدایت کا اتمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرما لیا''۔ گویا اب قیامت تک اللہ کے نزدیک مقبول دین صرف اور صرف اسلام ہے' کوئی دوسرا ورلڈ آرڈر کوئی نیو ورلڈ آرڈر یا جیو ورلڈ آرڈر' اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک ایک ہی ضابطہ حیات اور نظام زندگی (System of life) ہے اور وہ اسلام ہے' جس کی تکمیل آنحضور ﷺ کی ذات مبارکہ پر ہوئی۔ اسی سورۃ میں وہ احکامات بھی ہیں کہ اب جبکہ شریعت کی تکمیل ہو گئی ہے تو جو لوگ اس کے مطابق فیصلے نہیں کرتے' اس شریعت کو نافذ نہیں کرتے (وہ لاکھ اپنی زبان سے کہیں کہ ہم مسلمان ہیں) حقیقت کے اعتبار سے وہ کافر ہیں' فاسق ہیں اور وہی ظالم ہیں۔ یہ نفاذ شریعت اس سورۃ کا خاص مضمون ہے۔

اب آیئے زیر نظر رکوع کی طرف! فرمایا ''اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست (ولی' ساتھی' پشت پناہ) مت بناؤ۔'' نہایت دوٹوک الفاظ میں منع کر دیا گیا کہ یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست (ولی) ہرگز مت بنانا۔ سرسری سی دوستی سے منع نہیں کیا گیا۔ کوئی یہودی یا عیسائی آپ کا پڑوسی ہے' کسی آفس میں کولیگ ہے' یا کوئی کاروباری تعلق ہے' ایسی صورت میں ان سے حسن سلوک' سرسری روابط کی نفی نہیں ہے۔ ہاں ایسا قریبی جگری دوست کہ جس پر اعتماد کیا جا سکے' جس کے بارے میں سمجھا جائے کہ یہ میرا مددگار ہے' حمایتی اور پشت پناہ ہے وہ ہے ولی۔ یہاں دراصل جگری دوستی یا باہم اعتماد کے اس تعلق کی مذمت کی گئی ہے کہ کسی یہودی یا عیسائی کو اس طرح کا دوست بنانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

اس وقت کا معاملہ اس اعتبار سے نہایت تشویشناک ہے۔ فکری سطح پر ہم نے یہود ونصاریٰ کو دوست بنایا اور ایک خالص اسلامی حکومت کے خلاف کارروائی سے ان کے ساتھ تعاون وحمایت کی پالیسی کو اختیار کیا۔ دیکھئے افغانستان ایک عام مسلمان ملک نہیں ہے۔ دنیا کے تمام مسلمان ممالک میں آج افغانستان واحد نمائندہ اسلامی حکومت ہے جہاں فی الواقع اللہ کی حکمرانی اور اس کی شریعت کا مکمل نفاذ ہے۔ باقی کہیں بھی نفاذ شریعت یا اللہ کا دین نافذ نہیں ہے۔ سعودی عرب کا نظام ہرگز اسلامی نہیں۔ وہاں بدترین ملوکیت ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے شرک ہے۔ وہاں مسلمانوں کے کوئی سیاسی حقوق نہیں ہیں۔ پھر یہ کہ وہاں سودی نظام رائج ہے۔ ہاں نیچے شریعت کے کچھ احکام یعنی اسلامی سزائیں نافذ ہیں۔ اللہ اللہ خیر صلا۔ بلا استثناء نفاذ شریعت دنیا کے کسی اسلامی ملک میں اگر ہے تو وہ صرف اور صرف افغانستان میں ہے۔ اس کے خلاف حکومت پاکستان نے یہود ونصاریٰ سے تعاون کیا اور انہیں اپنا پشت پناہ سمجھا ہے۔

اس آیت کے اگلے الفاظ پر غور کیجئے! فرمایا ''یہ (یہود ونصاریٰ) دراصل آپس میں ایک دوسرے کے ولی (دوست اور مددگار) ہیں۔'' جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت تو یہود ونصاریٰ کے مابین سخت ترین بغض وعداوت اور دشمنی تھی' ان الفاظ کا کوئی مصداق ہے تو وہ آج کا دور ہے کیونکہ آج واقعتاً یہ ایک دوسرے کے دوست اور پشت پناہ بنے ہوئے ہیں۔ سورۃ المائدہ میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ ''ہم نے قیامت تک کے لئے ان (یہود ونصاریٰ)

میں دشمنی اور عداوت ڈال دی ہے''۔ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخری دور میں جب قیامت کے آثار شروع ہو جائیں گے' اس وقت یہ دشمنی ختم ہو جائے گی اور تب آپس میں یہ گہرے دوست ہوں گے۔ اس اعتبار سے اس حکم کا اطلاق آج زیادہ شدت سے ہوگا کہ ''یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ''۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ آج بعض نام نہاد دانشور اس آیت کی یہ من مانی تاویل پیش کر کے اپنے ''بے توفیق'' ہونے کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں کہ اس آیت کا تعلق صرف آنحضور ﷺ کے زمانے سے تھا۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے!

آگے اللہ کی طرف سے ایک فتویٰ دیا گیا ہے۔ ''تم میں سے جو کوئی (اللہ کے اس حکم کو توڑے گا) اور انہیں اپنا دوست اور ولی بنائے گا تو وہ پھر انہی میں سے شمار ہوگا''۔ پھر اس کا انجام یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہی ہوگا خواہ وہ کتنا ہی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا رہے۔

اس وقت طالبان کی حکومت یقینی طور پر حزب اللہ کی تعریف میں آتی ہے۔ اس کے خلاف یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعاون گویا حزب الشیطان کا ساتھ دینا ہے' چنانچہ ایسے لوگوں کے بارے میں اگلی آیت میں فرمایا: ''تم دیکھو گے ان لوگوں کو جن کے دلوں میں مرض (روگ) ہے کہ وہ انہی میں گھستے ہیں۔'' انہی سے دوستی کی پینگیں بڑھاتے ہیں۔ یہ روگ کیا ہے؟ اسے قرآن نے دوسرے مقامات پر معین کیا ہے کہ وہ دنیا کی محبت اور مال و اولاد کی محبت ہے۔ آج کی جدید اصطلاح میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ روگ دراصل ''مادہ پرستانہ نقطہ نظر'' ہے۔ اصل بیماری یہ ہے۔ جن کے دلوں میں یہ روگ ہے وہ ان دشمنان دین کی طرف بھاگتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی نگاہ تو مادّی معاملات پر ہے۔ اگر ہم نے آج امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کا تعاون حاصل نہ کیا تو یہ نقصان ہو جائے گا یا وہ تباہی آ جائے گی وغیرہ۔ آیت کے اگلے الفاظ میں قرآن نے ان کی دلی کیفیت کو بے نقاب کر دیا کہ ''(یہ لوگ) کہتے ہیں کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہم پر کوئی آفت نہ آن پڑے۔'' یعنی اگر ہم نے یہود و نصاریٰ سے دوستانہ تعلقات نہ رکھے اور تعاون نہ کیا تو آسمان ہم پر ٹوٹ پڑے گا۔ کیا آج ہمارے صدر مشرف صاحب کا طرزِ عمل یہی نہیں ہے۔ اس سے پہلے نواز شریف بھی یہی کچھ کرتے رہے ہیں۔ ہمارے حکمران' نواز شریف ہوں' بے نظیر ہوں یا پرویز مشرف یہ سب دراصل مادہ پرستانہ سوچ رکھنے والے طبقہ کے نمائندہ لوگ ہیں۔ اور ان سب نے اپنا قبلہ و کعبہ امریکہ یعنی یہود و نصاریٰ ہی کو بنا رکھا ہے۔

اب اگلے الفاظ پر توجہ کیجئے ''تو کوئی بعید نہیں کہ (مسلمانوں کے لئے) اللہ فتح ظاہر فرما دے یا اپنی طرف سے کوئی فیصلہ صادر فرما دے' تو جو کچھ یہ (منافق قسم کے لوگ) اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں ان پر نادم ہو کر رہ جائیں''۔ اس وقت مسلمانوں اور اسلام کی نمائندگی طالبانِ افغانستان کر رہے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ امریکہ جیسی سپر پاور کے مقابلے میں ان بے سرو سامان اہل ایمان یعنی طالبان کو فتح عطا فرما دے۔ اب تک کی صورت حال بھی یقینی طور پر اسی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ کیا امریکہ نے ملا عمر کو نشانہ بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور نہیں لگایا ہے۔ قندھار کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا لیکن کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ چنانچہ اب جوش انتقام اور غصے میں ان پر جھنجلاہٹ طاری ہے۔ لہٰذا اب شہری آبادی پر بمباری ہوتی ہے تو ہو' معصوم بچوں کی جانیں جاتی ہیں تو جائیں' انہیں کوئی پروا نہیں ہے۔ تاہم اس کے باوجود بحیثیت مجموعی اللہ نے طالبان کی حفاظت فرمائی ہے۔ تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ طالبان کے اب تک چودہ سپاہی یا فوجی اس جنگ میں شہید ہوئے ہیں۔ باقی ان کی تمام قوت محفوظ ہے اور سب سے بڑھ کر ان حالات میں ان کی ہمت' ان کا حوصلہ' ان کا عزم' ان کی استقامت قابل تعریف ہے۔ بہر کیف کوئی بعید نہیں کہ اللہ انہیں فتح عطا فرما دے۔ یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ غزوہ احزاب میں اللہ نے آندھی بھیجی تھی اور مشرکین کے سارے لشکر تتر بتر ہو گئے تھے۔ یہ مظاہر فطرت اللہ کے اختیار میں ہیں۔ کہیں ابابیلوں کو بھیجا اور ابرھہ کا اتنا بڑا لشکر ہاتھیوں سمیت تباہ ہوا۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنی جانب سے کوئی اور فیصلہ صادر فرما دے' اور مسلمانوں کی فتح اور ان کی عظمت کو اجاگر کر دے۔ تو یہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے' جو مادہ پرستانہ سوچ رکھتے ہیں' یہ اس پر کف افسوس ملیں گے کہ ہم تو کچھ اور سوچ رہے تھے۔ ہمارا تو خیال تھا کہ دو دن میں معاملہ برابر ہو جائے گا اور پھر امریکہ ہی امریکہ ہوگا۔ فرمایا: ''اس وقت اہل ایمان یہ کہیں کہ کیا یہی وہ لوگ تھے جو قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں' (لیکن) ایسے لوگوں کی اعمال برباد ہو گئے اور انہوں نے بالآخر نقصان ہی اٹھایا۔'' یعنی یہ وہی منافق قسم کے لوگ ہیں جو کہتے تھے کہ ہم نے تو مسلمانوں کی خیر خواہی میں یہ قدم اٹھایا ہے' ہم نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی اور تعان کا ہاتھ ظاہر میں بڑھایا ہے' ورنہ ہم دل سے تمہارے ہی ساتھ ہیں!!! ایسے لوگوں کے اعمال صفر سے ضرب کھا کر ختم ہو جائیں گے۔ اب اللہ کے ہاں ان کے لئے کچھ نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خسارہ پانے والوں میں سے ہیں۔

اگلی آیات میں مسلمانوں کے لئے شدید وارننگ بھی ہے اور عملی ہدایات بھی۔ فرمایا ''اے اہل ایمان تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے واپس پھرے گا تو اللہ عنقریب ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے اللہ محبت رکھے اور وہ اللہ سے محبت رکھیں' جو مومنوں کے حق میں انتہائی نرم اور کافروں کے حق میں نہایت سخت ہوں۔'' ارتداد ایک تو قانونی ہوتا ہے۔ کوئی شخص کہے کہ میں آج اسلام سے تائب ہوا اور میں نے عیسائیت' بدھ مت یا ہندو مت قبول کر لیا تو سب کہیں گے کہ یہ کافر ہو گیا۔ لیکن ایک ارتداد معنوی اور باطنی ہوتا ہے یعنی بظاہر مسلمانوں کی صفوں میں ہیں لیکن اپنی بدعملی کی وجہ سے اندر سے ایمان سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس باطنی ارتداد کا سبب کیا ہے؟ مسلمان ہونے کے باوجود دین کے تقاضوں سے گریز۔ ارتداد کا مفہوم بھی یہی ہے کہ پسپائی اختیار کرنا۔ جب دین کے عملی تقاضے اور مطالبے سامنے آ رہے ہیں تو قدم پیچھے ہٹ رہے ہیں' زبانی کلامی مسلمان ہونے کے دعوے ہیں' لیکن دل میں ٹھان رکھی ہے کہ آج کے دور میں اسلام کی تعلیمات پر عمل ممکن نہیں ہے اس لئے وہی راستہ اختیار کرنا ہے جس میں دنیاوی فائدہ ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ اگر تم نے یہ روش اختیار کی تو پھر اللہ نے جو یہ مقام دیا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں دین کا پرچم تھمایا ہے' تم اس وقت زمین پر اللہ کی نمائندہ اُمت ہو' یہ مقام تم سے چھین لیا جائے گا۔ معزول کر دیئے جاؤ گے اور اللہ کسی اور قوم کے ہاتھ اپنے دین کا جھنڈا تھما دے گا۔ حالانکہ تمہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ہندو' کسی عیسائی یا سکھ کے گھر میں پیدا نہیں کر دیا۔ اس کا شکر بجا لانے کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ کی شریعت پر خود بھی عمل کرو اور اس کو نافذ کرنے کی جدوجہد بھی کرو۔ اگر ناشکری کی روش اختیار کرو گے تو یہ مقام و منصب اللہ تم سے چھین کر کسی اور قوم کو عطا کر دے گا۔ وہ قوم جو اس منصب کی مستحق ہوگی اس کے اوصاف کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ یہ اوصاف اصل میں حزب اللہ میں شامل افراد کے اوصاف ہیں۔ اس رکوع کے آخر میں ان لوگوں کے لئے ''اللہ کی پارٹی'' کے الفاظ آئے ہیں۔

فرمایا: ''وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ جن سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے''۔ اللہ کن سے محبت کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بعض اور مقامات پر اس بات کو کھولا گیا ہے۔ سورۂ آل عمران میں فرمایا: ''اے نبیؐ فرما دیجئے' اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو' تو میرا اتباع کرو' اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا''۔ رسول کا اتباع یہ ہے کہ ان کی زندگی کا جو رخ تھا اس رخ کو تم بھی اختیار کرو۔ اللہ کے دین کی دعوت' تبلیغ اور اس کے دین کی اقامت کے لئے جدوجہد' اس کی شریعت کو نافذ کرنے' کلمہ کو سر بلند رکھنے کے لئے محنت' ایثار اور قربانی بھی حضور ﷺ کا اسوۂ تھا۔ اس اسوہ کی اگر پیروی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ سورۃ الصف میں مزید معین کر دیا گیا کہ: ''بے شک اللہ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے جو اس کی راہ میں

جنگ کرتے ہیں صف بستہ ہو کر گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں"۔ یعنی اب اللہ تعالیٰ جس قوم کو یہ جھنڈا تھمائے گا اس کی شان یہ ہوگی کہ وہ ایسے کام کریں گے کہ اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ بھی اللہ سے انتہائی محبت کرنے والے ہوں گے۔ دوسرا وصف حزب اللہ کا یہ بتایا گیا: "اہل ایمان کے حق میں نہایت نرم اور کافروں کے حق میں سخت ہوں گے"۔ آگے فرمایا: "اور وہ جہاد کریں گے اللہ کے راستے میں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ اور پریشان نہیں ہوں گے"۔

اللہ کے راستے میں جہاد، اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لئے کوشش اور محنت کرنے والوں کو لوگ خواہ کچھ بھی کہیں کہ یہ تو پاگل ہیں، دیوانے ہیں، لیکن سچے مومنین کو اس مجاہدے میں کسی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی ہے۔ طالبان کی قیادت کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ بت شکنی کا معاملہ ہو یا نفاذ شریعت کا، شریعت کا جو حکم بھی ان کی سمجھ میں آیا انہوں نے اسے نافذ کرنے میں کسی ملامت کی پروا نہیں کی کہ دنیا کیا کہے گی۔ آگے فرمایا: "یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے، اللہ بہت فراخی والا، جاننے والا ہے"۔ یعنی یہ اوصاف جن افراد میں ہوں ان پر واقعی اللہ کا فضل ہوا ہے۔ جن کے اندر وہ خصلت ہو کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہو، وہ اللہ سے محبت کرنے والے ہوں، آپس میں ایک دوسرے کے لئے نرم اور شفیق اور دشمنان اسلام کے لئے آہنی چٹان ہوں۔ پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے، اللہ کے دین کو نافذ کرنے والے، اس کے راستے میں تن من دھن نچھاور کرنے والے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہ لانے والے ہوں۔ ایسے لوگ یقیناً وہ ہیں کہ جن پر اللہ کا خصوصی فضل ہوا ہے۔

آگے پھر ہمارے لئے ایک اہم ہدایت ہے۔ "اے مسلمانو! تمہارا دوست اور ولی تو صرف اللہ، اس کا رسول اور سچے اہل ایمان ہیں"۔ اور سچے اہل ایمان کی شان کیا ہے۔ "جو نماز قائم رکھنے والے، زکوٰۃ ادا کرنے والے اور اللہ کے حضور جھکنے والے ہیں"۔ یعنی اللہ کا ہر حکم بجالانے والے، جو حکم اللہ اور اس کے رسول کا ہو اس کے آگے سر تسلیم خم کر دینا، اس کے مقابلے میں اپنا فلسفہ بھگارنے کی کوشش نہ کرنا سچے اہل ایمان کی صفت ہے۔ لیکن ہمارے ہاں کے نام نہاد سیکولر دانش ور، نئے نئے فلسفے تراشتے ہیں، اپنی مادہ پرستانہ سوچ کو جواز فراہم کرنے کے لئے قرآنی آیات کی تاویلات کر کے انہیں بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا اپنی عقل کو اللہ اور اس کے رسول پر فوقیت دینے پر تلے ہوتے ہیں۔ ان کے برعکس وہ سچے اہل ایمان جو اللہ کے ہر حکم کے سامنے سر خم تسلیم کر دینے والے اور اللہ کے احکامات پر بلا چون وچرا عمل پیرا ہونے والے ہیں، یہ تمہارے حقیقی دوست اور ولی ہیں، ان سے باہر اگر ولی تلاش کرو گے تو ٹھوکر کھاؤ گے۔ آگے فرمایا: "اور جس نے اللہ اور اس کے رسول اور سچے اہل ایمان ہی کو اپنا ولی اور دوست سمجھا"۔ اب یہاں پر کچھ الفاظ محذوف ہیں کہ یہ لوگ دراصل حزب اللہ کے افراد ہیں۔ یہ اللہ کی پارٹی ہیں۔ چنانچہ فرمایا: "اور اللہ کی پارٹی ہی بالآخر غالب ہو کر رہے گی"۔ یہ ایک عظیم بشارت ہے۔

اس وقت معاملہ یہ ہے کہ پوری پاکستانی قوم اور ایک اعتبار سے پوری اُمت، واضح طور پر حزب اللہ اور حزب الشیطان کے دو گروہوں میں بٹتی نظر آ رہی ہے۔ کسے اللہ پر گہرا اعتماد ہے، کون اللہ کے ساتھ مخلص ہیں، کون اللہ کی تعلیمات اور اس کے احکامات کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہیں، اور کون وہ ہیں جن کا انداز، سوچ اور نقطہ نظر، مادہ پرستانہ ہے۔ ابلیس (شیطان) کی پارٹی والے وہی تو ہیں جن کی نگاہیں مادی وسائل تک محدود ہیں، بقول اقبال ؏

"ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا"

اللہ کا العزیز، القوی، علی کل شیء قدیر ہونا ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو چکا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ مومنین کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرنے کے لئے ایسی صورت حال پیدا کرتا ہے۔ ایسی آزمائش، ایسا امتحان کہ چھانٹی ہو جاتی ہے۔ طیب اور صادق الایمان لوگ ایک طرف ہو جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں روگ اور خباثت ہے وہ دوسری طرف ہو جاتے ہیں۔

۷ راکتوبر کو جب افغانستان پر حملہ ہوا تھا، اس وقت تو شاید یہ لوگ سمجھتے تھے کہ افغانستان اور طالبان بس دو دن کی مار ہیں اور واقعتاً کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا۔ ایک طرف بے سرو سامانی کا عالم، مفلوک الحال اور نہتے لوگ اور کہاں وہ ٹیکنالوجی کی انتہائی بلندی پر پہنچا ہوا ایک ملک جو آج زمین کی "سول سپریم پاور" ہے اور صرف وہ اکیلا نہیں ہے بلکہ پوری دنیا کی اسلام دشمن قوتوں کو اکٹھا کر کے لایا ہے۔ لیکن آج ۲۵ دن گزر جانے کے بعد ہماری اب تو آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ شدید ترین بمباری کرنے اور ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود وہ اپنے ٹارگٹس حاصل نہیں کر پائے ہیں۔ دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ان نہتے طالبان کی حفاظت ہو رہی ہے۔ اور overall دیکھیں تو طالبان نے استقامت کا مظاہرہ کر کے بہت سی کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں۔ خاص طور پر ان کے لئے پورے عالم اسلام میں ہمدردی کے جذبات پیدا ہوئے ہیں۔ حکمرانوں کو ایک طرف رکھئے، جس مسلمان کے دل میں واقعی ایمان کی کوئی چنگاری تھی وہ بھڑک اٹھی ہے۔ پوری دنیا میں ایک جہاد کا ولولہ بلند ہوا ہے۔ جبکہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف پوری دنیا میں ایک فضا پیدا ہو رہی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ بے گناہوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ گناہ کس نے کیا، سزا کس کو دی جا رہی ہے۔ اخلاقی اعتبار سے ان کے غبارے سے ہوا نکل چکی ہے۔ ان کی ساکھ بہت بری طرح مجروح ہوئی ہے۔ اسی طرح طالبان کی استقامت نے غیر مسلموں میں بھی یہ تجسس پیدا کیا ہے کہ اسلام میں آخر وہ کون سی قوت پوشیدہ ہے کہ جس نے طالبان کو امریکہ جیسی سپر طاقت کے سامنے ڈٹ جانے کا حوصلہ عطا کیا ہے۔ ہمارے حکمرانوں کے پاس تو ایٹم بم بھی تھا پھر بھی وہ امریکی دھمکی کے سامنے فوراً بچھ گئے۔ ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے پھر بھی سٹینڈ لیا ہے۔ پھر ان کا خیال تھا کہ طالبان کو توڑ کر ان کی قوت کو کمزور کر دیں گے اس میں بھی انہیں ناکامی ہوئی۔ یہ تمام مظاہر اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ اللہ کی مدد طالبان کے ساتھ ہے۔ ان شواہد کے ہوتے ہوئے بھی مذبذب رہنا اور سمجھنا کہ شاید جو فیصلہ کیا گیا تھا وہی درست تھا، مزید اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہے۔ طالبان کے لئے اللہ کی مدد جس طرح اب تک آئی ہے آئندہ بھی ان شاء اللہ اس کا ظہور ہوگا۔ ہمیں یقین ہونا چاہئے کہ اللہ ہی کی پارٹی بالآخر غالب ہو کر رہے گی۔ ہمیں سوچنا یہ چاہئے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے تو واقعی اللہ کے ساتھ وفادار ہونا اور مخلص ہونا ثابت کیا ہے، لیکن ہمارا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ہمارا رویہ ابھی تک یہ ظاہر کر رہا ہے کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ بے وفائی اور دین کے ساتھ غداری کی ہے، ۵۴ سال سے تو یہی ہو رہا ہے۔ خیر ہمیں اپنی منانی چاہئے کہ ہم پر اللہ کا کوئی عذاب نہ ٹوٹ پڑے۔ تاہم اس وقت بھی جو مہلت مل رہی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ طالبان کے ساتھ اظہار یک جہتی اور امریکہ کے خلاف اپنے جذبات کے اظہار کے لئے ریلیاں منعقد ہو رہی ہیں جو جلسے ہو رہے ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ شرکت کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر شخص اپنا جائزہ لے، اپنی ذات اور اپنے گھر میں دیکھے کہ شریعت کے معاملے میں کہاں کہاں گریز کی روش اختیار کی ہوئی تھی، اس کی اصلاح پر کمربستہ ہو جائے۔ اس انفرادی توبہ کے ساتھ اجتماعی توبہ کی شکل یہ ہے کہ حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے فیصلے کو بدلے، اپنا قبلہ درست کرے، افغان پالیسی سے متعلق اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے اور ملک خداداد پاکستان میں شریعت کے نفاذ کی طرف مثبت طور پر پیش رفت کرے! oo

(مرتب: فرقان دانش خراسانی)

انتقالِ پُرملال

تنظیم اسلامی کراچی (وسطی ۲) کے امیر جناب جلال الدین اکبر کی ہمشیرہ رحلت فرما گئی ہیں۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا فی رحمتک وحاسبھا حسابا یسیرا!

اسفل سافلین

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابو الحسن

یہ بات اب ایک طے شدہ حقیقت سمجھی جا رہی ہے کہ امریکہ کا افغانستان پر حملہ اسامہ بن لادن کی دہشت گردی کے جواب میں نہیں ہے بلکہ یہ امریکہ کے مالی اور فوجی مفادات ہیں جس کی بنا پر وہ چاہتا ہے کہ افغانستان میں ایسی حکومت ہو جس کی حیثیت کٹھ پتلی سی ہو اور امریکہ کو مذکورہ مفادات کے حصول میں کسی قسم کی رکاوٹ پیش نہ آئے۔ امریکہ کی للچائی ہوئی نگاہیں وسطی ایشیا کی ریاستوں کے تیل کے ذخائر پر ہیں۔ اسرائیل کے تحفظ کے لئے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کا خاتمہ پیش نظر ہے۔ چین کی اقتصادی قوت میں بے تحاشا اضافہ اور بین البراعظم مار کرنے والے میزائل اس کے لئے خطرے کا نشان ہیں۔ چین کی عسکری قوت میں اضافہ کو امریکہ کی سلامتی کے لئے خطرہ سمجھا جا رہا ہے لہٰذا کسی جنگ کو امریکہ سے دور رکھنے اور اس کے دائرے کو ایشیا تک محدود کرنے کے لئے پیش بندیاں جاری ہیں۔ امریکن عزائم جو اب کھل کر سامنے

> **امریکہ نے افغانستان پر حملہ اپنے سیاسی، فوجی اور مالی مفادات کی تکمیل کے لئے کیا ہے**

آ رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سوویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ کوئی الگ ایشو نہیں تھا بلکہ اسی منصوبہ بندی کا حصہ تھا۔ یوں کہہ لیجئے کہ قسط وار ڈرامے کا وہ پہلا سین تھا اور موجودہ جنگ اسی ڈرامے کا دوسرا حصہ ہے۔ وسطی ایشیا کی تیل اور گیس سے مالا مال یہ ریاستیں اگر ابھی سوویت یونین کا حصہ ہوتیں تو امریکہ کو معاملات طے کرنے بڑے دشوار ہوتے۔ اسامہ کا عذر تراش کر افغانستان پر حملہ کرنے والا امریکہ افغانستان میں اپنے پنجے گاڑھنے کے دوسرے بہت سے طریقے بھی استعمال میں لا چکا ہے۔

امریکہ کی ایک بڑی تیل کمپنی یونوکل نے طالبان کے برسر اقتدار آتے ہی انہیں ہوسٹن اپنے نمائندے بطور مہمان بھیجنے کی دعوت دی۔ وہاں انہیں ایسا پروٹوکول دیا گیا کہ کسی شہنشاہ کو بھی کم دیا گیا ہو گا۔ پھر انہیں پیشکش کی گئی کہ ترکمانستان سے افغانستان کے راستے اگر طالبان انہیں پائپ لائن بچھانے کی اجازت دے دیں تو ان کا ملک یعنی افغانستان دولت میں کھیلنے لگے گا۔ مذاکرات سے یہ بات سامنے آئی کہ امریکہ افغانستان کو سعودی عرب کی سطح پر لانا چاہتا ہے یعنی افغانستان میں دولت کا سیلاب آ جائے اور اس کی حکومت امریکہ کے اشاروں پر ناچے۔ امریکہ اور طالبان کے مابین معاملات طے نہ ہو سکے۔ امریکی جو دولت کے معاملے میں انتہائی حریص واقع ہوئے ہیں، ہر حربہ آزمانے پر اتر آئے۔ انہوں نے سازش اور تخریب کاری کا سہارا لے کر ایران افغانستان جنگ کروانے کی کوشش کی تاکہ دونوں ممالک کو کمزور کر کے علاقے میں اپنے مفادات کے حصول کو یقینی بنایا جا سکے۔ دونوں ممالک امریکی سازش کا شکار ہو کر اپنی فوجیں سرحدوں پر لے آئے لیکن الحمد للہ عین وقت پر وہ صورت حال کو سمجھ گئے اور جنگ ٹل گئی۔

گزشتہ سال جب امریکہ میں انتخابات ہوئے تو امریکہ کی تیس تیل کمپنیوں نے باہمی اتفاق سے بش جونیئر کو اپنے نمائندے کی حیثیت سے صدارتی انتخاب لڑنے کے لئے آگے بڑھایا۔ یاد رہے بش فیملی تیل کی ایک بہت بڑی کمپنی کی مالک ہے اور تیل کی دوسری کمپنیوں میں حصہ دار ہے یعنی اس فیملی کا تیل کا بہت بڑا کاروبار ہے۔ بش کو آگے لانے کا مقصد یہ تھا کہ تیل کے نئے ذخائر پر قبضہ ملکی اور قومی مفادات کے علاوہ ذاتی مفاد بھی بن جائے۔ پاکستان کے سابق سینئر سفارت کار نیاز اے نائیک یہ کہہ چکے ہیں کہ

> **سوویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ہوئی**

امریکہ ۱۱ ستمبر سے ڈیڑھ یا دو ماہ قبل افغانستان پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا اور حملہ کے جواز کی تلاش میں تھا۔ یہودیوں نے امریکہ کا یہ مسئلہ حل کر دیا اور جواز فراہم کر دیا کیونکہ یہودیوں کا اصل مسئلہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اور وہ میزائل ہیں جو تل ابیب تک مار کر سکتے ہیں۔ منصوبہ یہ تھا کہ اگر پاکستان امریکہ سے تعاون نہ کرے تو اس موقع کو غنیمت سمجھ کر افغانستان کے ساتھ پاکستان پر بھی حملہ کر دیا جائے اور اگر پاکستان امریکہ کا اتحادی بن جائے تو تعاون کے بہانے پاکستان میں گھس کر اس کے ایٹمی اثاثات تک رسائی حاصل کی جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگرچہ پاکستان کے لئے امریکہ سے متھا لگانا آسان کام نہیں تھا لیکن اسے اس حقیقت کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے تھا کہ امریکہ اگر چاہے بھی تو اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ پاکستان کا مخلص اور حقیقی دوست بن جائے۔ بھارت یقیناً اس کا قدرتی حلیف ہے۔ بھارت میں اپنے تجارتی مفادات اور اسرائیل کی حفاظت کے نکتہ نظر سے امریکہ کے لئے پاکستان سے مستقل اور مستحکم تعلقات قائم کرنا ممکن ہی نہیں لہٰذا جو حالات کل کلاں بدتر

> **امریکہ اگر چاہے بھی تو وہ پاکستان کا مخلص اور حقیقی دوست نہیں بن سکتا**

انداز میں سامنے آنے کو ہیں ان کا آج ہی کیوں نہ سامنا کر لیا جائے۔ اکثر مسلمان ممالک اپنے مفادات کے حوالہ سے طالبان سے ناراض ہیں پھر بھی امریکہ کو افغانستان پر حملہ کی وجہ سے مسلمان عوام کے شدید ردعمل کا سامنا ہے دو مسلمان ممالک پر یکبارگی حملہ امریکہ کے لئے اتنا آسان نہ تھا۔

ایک بات اور سمجھنے کی ہے امریکہ میں دہشت گردی ۱۱ ستمبر کو ہوئی امریکہ نے مشرف کو دوستی یا دشمنی کا چیلنج ۱۵ اور ۱۶ ستمبر کی آدھی رات کے بعد دیا۔ وہ یہ کام صبح دفتری اوقات میں بھی کر سکتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک نفسیاتی حملہ تھا صدر پرویز مشرف جس کا سامنا نہ کر سکے وہ اپنے حواس قائم نہ رکھ سکے اور امریکہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور یہودی سازش کامیاب ہو گئی۔ اب ہر روز ہمارے ایٹمی اثاثہ جات تک دشمنوں کی رسائی کی باتیں عام ہو رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایٹمی اثاثہ جات جو امریکہ کے حملوں

سے اللہ جانتا ہے تباہ ہوتے یا نہ ہوتے لیکن اب دوستی کی آڑ میں ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں گے کہ وہ ہم پلیٹ میں رکھ کر اپنے دشمن کو پیش کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور اپنی رحمت سے ایسے برے وقت سے ہمیں بچالے۔

امریکہ کو افغانستان پر حملہ آور ہوئے ایک ماہ گزر چکا ہے۔ تجربے نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ ٹیکنالوجی میں ترقی چاہے آسمان کو چھونے لگے آپ دنیا کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کتنے ہی ہلاکت خیز اسلحہ ایجاد کر لیں انسانی جرأت و بہادری اور عزم کا کوئی بدل نہیں پھر یہ کہ اللہ پر توکل کرنے والوں کو اللہ کی مدد پہنچتی ہے۔ امریکہ دن رات کارپٹ بمباری کر رہا ہے آسمان سے آگ اور لوہے کی بارش برسا رہا ہے۔ کھانے کو روٹی نہیں بیماروں کے لئے دوا نہیں لیکن طالبان کا عزم افغانستان کے پہاڑوں کی طرح مضبوط اور اٹل ہے۔ امریکی حملہ کی بنیاد یہ تھی کہ موت کا خوف طالبان میں پھوٹ ڈال دے گا اور ان کے کچھ لوگ ہمارے حضور سر جھکا دیں گے ہم انہیں تخت کابل بخش کر اپنے مفادات کی تکمیل کریں گے لیکن ہوا کیا نہ صرف طالبان متحد ہیں بلکہ طالبان کے دشمن بھی طالبان سے تعاون کرنے کی راہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ حکمت یار اپنے تعاون کا کھلم کھلا اعلان کر چکے ہیں۔ شمالی اتحاد سے لوگ ٹوٹ کر طالبان سے مل رہے ہیں۔ افغانستان ان شاء اللہ امریکہ کے لئے ایک ایسا کمبل ثابت ہوگا جس سے پیچھا نہیں چھڑایا جا سکے گا۔ البتہ اندیشہ یہ ہے کہ امریکہ اپنی خجالت چھپانے کے لئے علاوہ ازیں یہودیوں کی سازشوں کے نتیجہ میں عربوں یا پاکستان کے ساتھ کوئی ایسا ہاتھ کر سکتا ہے کہ وہ کہہ سکے کہ اس نے حملہ کرنے کے مقاصد کو حاصل کر لیا ہے۔ لہٰذا ہماری حکومت کو اصل دشمن کو پہچاننے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ ابھی وقت ہے کہ وہ اپنی افغان پالیسی پر نظر ثانی کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ سو جوتے اور سو پیاز دونوں کھانا پڑیں۔

وہ امریکہ جہاں جانوروں بلکہ جنگلی درندوں کی حفاظت کے لئے انجمنیں قائم ہیں جو انسانی آزادیوں اور ان کے جمہوری حقوق کا سب سے بڑا علمبردار ہے وہ افغانستان کے معصوم لوگوں کا کتنی بیدردی سے قتل عام کر رہا ہے۔ جگہ جگہ ننھے منے بچوں کی بکھری ہوئی لاشیں بھی اس کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں کر سکیں۔ وہ اپنے مفادات کے حصول کے لئے اندھا ہو چکا ہے۔ قوم انسانوں کے مجموعے کا نام ہے وہ انسان جس کے بارے میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ وہ جب پستی کا مسافر بنتا ہے تو نچلوں میں سے سب سے نچلا ثابت ہوتا ہے۔

سب سے پہلے رحمان

مرزا ندیم بیگ

تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو ایک عجیب حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ بعض اوقات کسی طاقت ور شے کو ایک کمزور اور ناتواں شے نے ذلیل و رسوا کیا۔ ابرہہ کی شکست کا ذریعہ کمزور اور ناتواں ابابیلوں کو بنا دیا گیا۔ اسی طرح فرعون بظاہر کمزور اور لاؤ لشکر سے محروم حضرت موسیٰؑ سے مقابلے کے دوران غرق ہو گیا۔ دنیا کی جنگی تاریخ کے اوراق میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں جب بڑے بڑے فوجی لشکروں کو مٹھی بھر کمزور لوگوں نے سامان عبرت بنا دیا۔

☆ عہد رسالت ﷺ میں معرکہ بدر سے جنگ موتہ تک کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ غالب اکثریت پر کم تعداد کو کامیابی و کامرانی نصیب ہوئی۔

☆ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے جنگوں کے نتیجے میں اس عہد کی دو سپر پاورز ایران اور روم کو قصہ پارینہ بنا دیا تو مسلمانوں اور کفار کی طاقت کا تناسب ایک اور پندرہ کا تھا۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جب دریا عبور کرنے کے لئے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے تو اس معرکے میں بھی کفار اور مسلمانوں کی فوج کی نسبت میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

☆ محمود غزنویؒ کے والد سبکتگینؒ نے ہندو راجاؤں سے جو معرکے کئے ان میں مسلمانوں کی تعداد ہندو فوجوں سے ہمیشہ کم رہی۔

☆ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے صرف ۲۸ ہزار کی فوج کے ساتھ صلیبی جنگوں میں ساڑھے سات لاکھ عیسائیوں کا مقابلہ کیا تھا۔ عیسائی دنیا آج بھی ان جنگوں کا تصور کر کے لرز جاتی ہے۔

☆ سلطان محمد خوارزم شاہ اور چنگیز خان کے درمیان جو معرکے ہوئے ان میں بھی بظاہر کمزور اور کم طاقت والے سلطان محمد خوارزم نے چنگیز خان کی ٹڈی دل فوج کو زیر کیا۔

ماضی کی جنگی تاریخ کا جائزہ لینے کے بعد یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ کی کامل مثال بن جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی کو دنیاوی اور اخروی غلبہ عطا فرماتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ کی مزید صداقت موجودہ افغان امریکہ جنگ کے ذریعے ثابت ہو جاتی ہے۔ حملہ سے قبل امریکہ اور اس کے حواریوں کا یہ اندازہ تھا کہ چند گھنٹوں کی بمباری اور ایک دو کمانڈو حملوں کے بعد افغانستان میں داخلی تبدیلی کا عمل شروع ہو جائے گا۔ مگر ان کا یہ گھناؤنا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اپنی کامیابی کے خواب کو چکنا چور ہوتا دیکھ کر انہوں نے نہتے افغان عوام کو نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر بدترین دہشت گردی کا بازار گرم کر دیا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ اس قسم کی دہشت گردی ماضی میں بھی کرتا رہا ہے۔ اس نے اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں دستوریت کے نام پر ۷۰ لاکھ ریڈ انڈینز کو قتل کیا۔ ویت نام میں ۳ کروڑ افراد کو اپنی دہشت اور بربریت کی بھینٹ چڑھایا۔ اپنی بے رحم اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے ۱۰ لاکھ سے زائد عراقی بچوں کو قتل کیا۔ خلیج کی جنگ اور عراق افغانستان پر امریکی بمباری نے دوسری جنگ عظیم کی تباہی کو بھی مات کر دیا ہے۔

اس کھلم کھلا دہشت گردی کے بعد بھی امریکہ کو سپر پاور کہنا اور اس کے معاشرے کو ترقی یافتہ کہنا سراسر ناانصافی ہے۔ امریکہ کے سپر پاور ہونے کا تصور تو افغانستان نے پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے جہاں امریکہ ایک ایسی قوم کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو رہا ہے جس کی کوئی باقاعدہ فوج نہیں ہے اور وہاں دنیاوی ٹیکنالوجی کا کوئی تصور بھی نہیں ہے۔ مگر اللہ کو سپر پاور ماننے والی یہ قوم اب تک امریکہ کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہوئی ہے اور اس کی تمام تدبیروں کو اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں الٹ رہی ہے۔

امریکہ افغان جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ عصر حاضر کے فرعون امریکہ کی تباہی و بربادی نہتے افغانوں کے ذریعے ہی ہوگی۔ مگر اس کھلی حقیقت کے بعد بھی اگر ہمارے حکمران ''سب سے پہلے پاکستان'' کا راگ الاپیں تو ان کا خدا ہی حافظ ہے۔ موجودہ عالمی صورتحال نے یہ واضح کر دیا ہے کہ رحمانیت کے سامنے فرعونیت کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور غلبہ ہمیشہ حق کے علمبرداروں کا ہوتا ہے۔ اس کائنات کا سب سے بڑا حق اللہ وحدہ لاشریک کی ذات پاک ہے۔ ان حالات میں ہم یہ کیوں کہیں کہ ''سب سے پہلے پاکستان'' بلکہ ہمارا نعرہ یہ ہونا چاہئے: ''سب سے پہلے رحمان''۔ اگر ہم نے یہ نعرہ اپنا لیا تو ہم دنیا میں سرفراز ہوں گے ورنہ ذلت و مسکنت ہمارا مقدر رہے گی۔

افغانستان میں اعتدال پسند طالبان کا کوئی وجود نہیں' یہ ایک فرضی اور خیالی بات ہے

طالبان میں کامل وحدت موجود ہے اور یہ ایک امیر کی کامل اطاعت کی برکت کا نتیجہ ہے

کمانڈر عبدالحق اور حامد کرزئی امن مشن پر نہیں بلکہ سیکولرازم کی راہ ہموار کرنے کے لئے افغانستان گئے تھے

حالیہ جنگ میں فی الحال افرادی قوت کی ضرورت نہیں' البتہ فنی معلومات رکھنے والے افراد کی ضرورت ہے

فرنٹ لائن پر موجود طالبان نے وائرلیس کے ذریعے ملا عمر سے تجدید عہد اور تجدید اطاعت کی ہے

سیکولر ذہن رکھنے والے لوگ افغانستان پر مسلط ہو گئے تو کسی ہمسایہ ملک کے لئے بہتر نہیں ہو گا

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک فی صد کو ننانوے فیصد لوگوں پر مسلط کر دیا جائے

ظاہر شاہ کو افغان عوام مسترد کر چکے ہیں' وہ ظاہر شاہ کو کبھی قبول نہیں کریں گے

افغان عوام کی طبیعت اور فطرت' شریعت سے ہم آہنگ ہے

جلال آباد یونیورسٹی کے اسسٹنٹ پروفیسر جناب قاری سید احمد ہاشمی سے افغانستان کی موجودہ صورت حال پر ایک فکر انگیز انٹرویو

انٹرویو : فرقان دانش خراسانی

قاری سید احمد ہاشمی' افغانستان کے صوبہ جلال آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ وسعت فکر و نظر کے حامل' جواں سال' خوش اخلاق و خوش گفتار' عالم باعمل ہیں۔ موصوف جلال آباد یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعہ میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ جلال آباد میں ان کا ایک دینی مدرسہ بھی ہے جہاں حفظ و تجوید کے علاوہ درس نظامی کے درجہ چہارم تک تعلیم و تدریس کا باضابطہ نظام موجود ہے۔
گزشتہ تین سالوں کے دوران طورخم کے راستے سے افغانستان کا دورہ کرنے والے تنظیم اسلامی کے ہر وفد کو جلال آباد میں محترم قاری صاحب کے مدرسہ میں قیام کا شرف اور افغانوں کی روایتی مہمان نوازی کا خوشگوار تجربہ حاصل ہوا۔ محترم قاری صاحب چونکہ گزشتہ ۱۵ برس سے محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے دینی افکار اور تنظیم اسلامی سے متعارف ہی نہیں' محترم ڈاکٹر صاحب اور ان کے افکار کے معترف اور مداح بھی ہیں لہٰذا ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے ایک غیر معمولی اپنائیت کا احساس ہوتا ہے۔ گزشتہ ہفتے قاری صاحب قرآن اکیڈمی تشریف لائے تو ہم نے قارئین ندائے خلافت کے لئے افغانستان کی موجودہ صورت حال کے بارے میں ان کا ایک انٹرویو ریکارڈ کیا جو پیش خدمت ہے۔ (مدیر)

ندائے خلافت : امریکی حملے اور فضائی بمباری کے بعد افغان عوام کی حالت کیسی ہے؟

قاری سید احمد ہاشمی : افغان عوام کی حالت کو میں دو لحاظ سے پیش کروں گا۔ ایک تو یہ کہ بمباری کی وجہ سے ان کی حالت کیا ہے اور دوسرے افغان قوم کی اقتصادی پوزیشن کیا ہے؟ افغان عوام پر تو گزشتہ تیس سال سے جنگ مسلط ہے۔ وہ بمباری اور ان لڑائیوں کو پہلے سے دیکھ چکے ہیں۔ امریکہ کی بمباری سے پہلے اگرچہ لوگ سوچتے تھے کہ یہ کچھ مختلف ہو گی۔ لیکن لڑائی شروع ہونے کے بعد امریکہ کی بمباری سے الحمدللہ عوام کو کوئی ڈر اور خوف نہیں ہے۔ وہ پورے اطمینان سے ہیں اور مطمئن زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جب روسی استعمار کی جنگ جاری تھی اس وقت عوام کو جنگ کے سوا کوئی پریشانی نہ تھی' زراعت اور کاروبار ٹھیک تھے۔ لیکن موجودہ جنگ افغانستان کے لوگوں پر ایسے وقت مسلط کی گئی ہے جب کہ یہاں قحط ہے' لوگ صرف اس قحط کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اس جنگ میں عوام کا مورال روسی لڑائی کے دوران مورال سے بھی بلند ہے۔

ندائے خلافت : اس جنگ میں طالبان کا مورال کیسا ہے؟

قاری صاحب : طالبان کے مورال کے بارے میں آپ اخبارات میں بھی پڑھ چکے ہوں گے۔ الحمدللہ ان کا مورال پہلے بھی اونچا تھا لیکن اب پہلے کی نسبت بہت اونچا ہے۔ امریکہ کے حملے سے پہلے یا بعد میں طالبان کے اوپر کوئی خوف و ہراس نہیں ہے۔ دوسرے جو ہماری بہت بڑی کامیابی سمجھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ طالبان میں کامل وحدت موجود ہے اور یہ ایک امیر کی کامل اطاعت کی برکت کا نتیجہ ہے۔ وحدت اور اطاعت کسی جنگ میں کامیابی کا ایک رمز ہوتا ہے۔ وہ مجاہدین جو خطوط اولیہ (محاذ جنگ کی فرنٹ لائن) میں جنگ میں مصروف ہیں انہوں نے وائرلیس کے ذریعے تجدید عہد اور تجدید اطاعت کی ہے اور ملا عمر کو یقین دلایا ہے کہ ہم ہر حالت میں مرتے دم تک آپ کے ہر مشورے کی اطاعت کریں گے۔

ندائے خلافت : کیا افغانستان میں Moderate (اعتدال پسند) طالبان کا کوئی وجود ہے یا یہ کوئی خیالی بات ہے؟

قاری صاحب : یہ بہت عمدہ سوال ہے۔ اصل میں یہ پروپیگنڈہ سرد جنگ کا ایک حصہ ہے جو سیکولرازم یا امریکہ کے حامی لوگوں کی طرف سے بنائی گئی ایک خیالی اور فرضی بات ہے۔ اگر آپ طالبان سے پوچھیں کہ اعتدال پسند اور

انتہاپسند آپ میں ہیں تو شاید وہ آپ کی بات سمجھ بھی نہ سکیں کہ اعتدال پسند کسے کہتے ہیں۔ یہ مفروضہ طالبان کے اندر پھوٹ ڈالنے کے لئے اور اپنے آپ کو تسکین دینے کے لئے گھڑا گیا ہے۔ ورنہ درحقیقت Moderate طالبان کی طرح کے وہاں کوئی افراد نہیں ہیں۔ جیسا میں نے آپ کو پہلے بتایا کہ سب نے تجدید عہد کیا ہے اور ملاعمر صاحب کو یقین دلایا ہے ہم ہر حال میں آپ کے ہر مشورے کی اطاعت کریں گے۔ دشمنوں کے یہ باطل خیالات غلط ثابت ہوئے ہیں۔ نہ تو یہ وصف طالبان میں ہے نہ اس نام سے کسی کو کوئی جانتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو عملی ثبوت اور دلیل تو یہی ہے کہ پانچ ہفتے بمباری کرنے کے بعد کچھ نتیجہ تو نکلتا۔ نہ صرف یہ کہ کوئی نتیجہ نہیں نکلا بلکہ ان کی وحدت المصفوف اور قوت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

ندائے خلافت: امریکہ کا کہنا ہے کہ کمانڈر عبدالحق اور حامد کرزئی امن مشن پر افغانستان گئے تھے' طالبان نے ناحق انہیں قتل کیا ہے؟ آپ بتایئے کہ اس بات میں کتنی صداقت ہے اور کیا طالبان کا یہ عمل اسلام کے مطابق ہے؟

قاری صاحب: پہلے میں آپ کو ان دونوں کا تعارف کراتا ہوں کہ اصلاً عبدالحق یا حامد کرزئی کون تھے؟ عبدالحق چونکہ میرے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کو میں بہتر جانتا ہوں۔ عبدالحق ایک سیکولر انسان تھے۔ سیکولرازم ہی کے لئے اس نے جان دی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ امن مشن پر تھا یا صلح کے مشن پر؟ آپ کو تو یہ پتہ ہے کہ آج کل امریکہ اور یہود نے یہ پالیسی اختیار کی ہوئی ہے کہ ہر جگہ مسلمان کو مارنے کے لئے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا بہانہ بنایا جاتا ہے۔ حدود اور قصاص کو بھی انہوں نے انسانی حدود کی خلاف ورزی پر محمول کیا ہوا ہے حالانکہ حدود اور قصاص اسلام کا ایک جزو اور ایک بہت اہم رکن ہے۔ اسی طرح کوئی شخص اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہو اور کسی اسلامی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش میں مصروف ہو تو اسے سزا دینا اسلام کے ہی نہیں دنیا کے رائج قوانین کے بھی مطابق ہے۔ دوسرے یہ کہ حامد کرزئی تو رہتے ہی امریکہ میں تھے۔ پہلے کبھی افغانستان کیوں نہیں آیا کرتے تھے۔ جس وقت امریکہ کے حملے شروع ہوئے تو وہ واشنگٹن سے اڑ کر یہاں آئے۔ یہ صلح کی بات پہلے ان کے ذہن میں کیوں نہیں آئی تھی۔ عبدالحق کو پہلے کبھی اس مشن پر افغانستان آنے کا خیال نہیں آیا۔ پہلے بھی طالبان اور شمالی اتحاد کے مابین جنگ ہو رہی تھی۔ اس وقت یہ لوگ کیوں نہیں آئے۔ جب امریکہ کی بمباری شروع ہوئی تو اس وقت عبدالحق صاحب دبئی سے افغانستان آئے۔ حامد کرزئی واشنگٹن سے اڑ کر قندھار تک آئے۔ پہلے تو آپ میرے اسی نکتے کی طرف توجہ کرلیں کہ یہ پہلے کیوں نہیں آئے' اب کیوں آئے ہیں۔ یہ ایک سوال ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اصل میں وہ صلح اور مصالحت کی غرض سے نہیں آئے تھے۔ ان کو کچھ لالچ دیا گیا تھا کہ آپ کو مستقبل میں حکومت میں کچھ حصہ دیا جائے گا۔ ان کی حالت فارسی زبان میں اس کہاوت کے مصداق تھی کہ" گوسفند درغم خود' قصاب درغم چربو" یعنی بکری اپنے غم میں ہے کہ قصاب مجھ کو ذبح کرتا ہے اور قصاب اس غم میں ہے اس کی چربی کتنی ہوگی۔ میں بہت افسوس سے حامد کرزئی کے گروپ اور ساتھیوں کو کہتا ہوں کہ وہ خود افغان ہیں اور امریکہ اپنی پوری قوت کے ساتھ افغان قوم کو مارنے کے لئے آیا ہے اور اب تک ساڑھے تین ہزار بم افغانستان کی زمین پر گرا چکا ہے۔ لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ لوگ خود افغان ہوتے ہوئے اس خیال میں ہیں کہ ہمارے بھائی طالبان ختم ہو جائیں تو ان سے اقتدار ہم چھین لیں۔ گویا کہ عبدالحق یا کرزئی نے اپنے ایک مشن کے لئے قربانی دی ہے۔ حامد کرزئی اور ظاہر شاہ گروپ سیکولر سٹیٹ لانے کے لئے قربانی دے رہے ہیں۔ طالبان ایک کامل' قوی اسلامی نظام کے استحکام کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور اس کی بقا کے لئے قربانی دے رہے ہیں۔ اصل میں یہ ایک جنگ ہے جس کے لئے وہ لوگ یہاں آئے تھے۔ وہ مصالحت کے کسی مشن پر نہیں آئے تھے۔ پاکستان کو اس مسئلے پر توجہ کرنی چاہئے کہ سیکولر ذہن رکھنے والے حکام افغانستان پر مسلط ہو جائیں گے تو وہ خود امریکہ کو افغانستان کی سرزمین پر بلائیں گے۔ اس صورت میں نہ پاکستان کے لئے خیر ہو گی نہ ایران کے لئے خیر ہوگی بلکہ کسی ہمسایہ ملک کے لئے بہتر نہیں ہوگا۔

ندائے خلافت: آج کل کہا جا رہا ہے کہ ظاہر شاہ کے سابقہ دور حکومت میں افغانستان میں مکمل امن تھا۔ تاریخی اعتبار سے یہ بات کس حد تک درست ہے؟

قاری صاحب: ظاہر شاہ کے دور کے ضمن میں آپ کو چند حوالے دینا چاہتا ہوں کہ اس کے دور حکومت میں افغانستان کے کیا حالات تھے۔ ظاہر شاہ کی حکومت کے دوران سردار داؤد خان اس کے وزیراعظم تھے۔ جس نے اعلان کیا کہ خواتین میں حجاب کو ختم کیا جائے یعنی عورتیں بغیر برقع اور بغیر حجاب کے پھریں۔ ان کے اس اعلان کے خلاف پورے افغانستان میں مظاہرے ہوئے۔ اس موقع پر قندھار میں دس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ ظاہر شاہ وہی ہے کہ جس نے داؤد خان کو کہا کہ قندھار کے لوگوں کے اوپر ٹینک چلاؤ' قندھار کے لوگوں نے بھی ٹینکوں کے نیچے لیٹ کر مسترد کر دیا کہ ہم بے حجابی کو قبول نہیں کر سکتے۔ آپ اس کو لڑائی نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے۔ ایک حوالہ اور جو میری اپنی یادداشت میں ہے کہ افغانستان میں علماء کا مظاہرہ ہوا۔ ۱۳۴۸ ہجری میں آج سے تقریباً ۳۲ سال پہلے علماء نے ظاہر شاہ کے خلاف یہ مظاہرہ کیا تھا اور قوم نے پورے ملک کے قوم نے ساتھ دیا' علماء نے کابل میں ظاہر شاہ کے محل تک جا کر اسے بتایا کہ آپ روس نواز گروپوں کو افغانستان سے نکالیں اور ان کو بتائیں کہ افغانستان بخارا نہیں ہے' روس کو بتا دیا جائے کہ وہ افغانستان پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ اس موقع پر علماء نے جب روس کے خلاف کابل کی مسجد میں مظاہرہ کیا تو مسجد جو امن کی جگہ ہوتی ہے۔ میری یادداشت میں یہ بات ہے کہ ظاہر شاہ کی فوج اپنی جوتیوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوگئی۔ مسجد کے اندر سے علماء کو کھینچ کھینچ کر باہر نکالا اور علماء کو ٹینکوں میں ڈال کر جیلوں میں لے گئے' صرف جلال آباد میں تقریباً سات علماء کرام شہید ہوئے۔ علماء نے قربانیاں دیں۔ اگر یہ جنگ نہیں تھی تو کیا تھا۔ اس وقت یہ مظاہرے کیوں ہوئے اور ان پُر امن مظاہرین پر ظاہر شاہ نے گولی کیوں چلوائی۔ افغانستان کے باعزت علماء کو مسجد سے باہر کھینچ کھینچ کر کیوں نکالا اور جوتیوں کے ساتھ مسجد کی حرمت کو کیوں خراب کیا گیا؟ یہ وہی ظاہر شاہ ہے کہ جو لوگ اس وقت کہتے ہیں کہ اس کے دور میں امن تھا۔ اس کی حکومت کے خلاف ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۲ء تک کابل یونیورسٹی اور جلال آباد یونیورسٹی میں مظاہرے ہوئے۔ ان میں بہت سے افراد شہید ہوئے' بہت سے افراد کو انہوں نے پکڑ لیا۔ ان پُر امن مظاہرین کو انہوں نے کیوں شہید کیا۔ کیوں کہ وہ اسلام چاہتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے یہاں تک نرمی دکھائی اور کہہ دیا کہ آپ شراب پیتے ہیں یا اور جو کچھ کرتے ہیں' کریں۔ لیکن ہمارے ملک میں دہریوں کو اتنی آزادی نہ دو۔ اصل میں اس وقت میڈیا ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ ایسی خبریں باہر نہیں نکلنے دیتے تھے اسی لئے لوگ ان واقعات سے ناواقف ہیں ورنہ ظاہر شاہ کے دور میں اس کے خلاف بہت مظاہرے ہوئے۔ لوگوں نے بہت قربانی دی۔ دراصل ظاہر شاہ کو لوگوں نے مسترد کیا ہوا تھا لیکن وہ اقتدار سے چپکا رہا۔ اس کے خلاف تو فوج نے بھی بغاوت کی تھی' اس وقت ظاہر شاہ نے بہت سے جرنیلوں کو پکڑا تھا۔ یہ وہی ظاہر شاہ ہے کہ جس کے دور میں روس نے جب دیکھا کہ اسلامی طاقتیں قوت پکڑ رہی ہیں اور اب ظاہر شاہ کے بس میں نہیں کہ ان اسلامی تحریکوں کو کچل سکے تو روس نے داؤد کو کہا کہ اب تم ظاہر شاہ کو ختم کر دو۔ ظاہر شاہ اس سے پہلے ہی باہر چلے گئے اور داؤد نے اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ داؤد کے دور اقتدار میں وزراء کون تھے۔ ان کے وزراء تو خلق اور پرچم پارٹی سے تعلق رکھنے والے کمیونسٹ تھے۔ داؤد کی حکومت کی سربراہی میں اسلامی تحریک کے قائدین کو داؤد نے شہید کر دیا۔ پھر ۱۹۷۴ء میں داؤد حکومت کے خلاف پنج شیر' قندھار

اور کئی جگہ بغاوت ہوئی۔ اس کے بعد روس خود افغانستان میں گھس آیا۔ اس وقت قوم نے علماء کی بات مان کر ہجرت کی اور پاکستان دارالہجرت بن گیا۔ افغانوں نے روس کے خلاف جدوجہد شروع کی اور اللہ کی تائید و نصرت سے کمیونسٹوں کو شکست ہوئی اور روس پاش پاش ہو گیا۔ ان واقعات سے دنیا کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ افغان عوام ظاہر شاہ کو کبھی قبول نہیں کریں گے۔ خدانخواستہ' خدانخواستہ افغانستان کے کچھ شہر اور کابل طالبان کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں تو سیکولرازم کے حامیوں کو آپ کی وساطت سے یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ یہی طالبان پھر پہاڑوں پر چلے جائیں گے اور ان کو حکومت کرنے نہیں دیں گے اور جنگ کا یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ ظاہر شاہ کی چالیس سالہ حکومت' داؤد کی تقریباً چھ سال کی حکومت اور نور محمد ترکئی سے لے کر نجیب تک تقریباً کوئی پچاس ساٹھ سال بنتے ہیں' سیکولر ذہن رکھنے والوں کو میں یہ بتادوں کہ ساٹھ سالوں میں آپ نے افغانستان کی سرزمین پر کام کیا۔ بے حجابی اور سیکولرازم لانے کے لئے محنت کی۔ لیکن ایک سروے کے مطابق جبکہ عام طور پر کابل شہر میں زیادہ عورتیں بے حجاب ہوا کرتی تھیں یا واضح بڑے شہروں میں تھیں ایسی خواتین کا تناسب ساٹھ سال کی محنت کے بعد بھی ایک فیصد سے زیادہ نہ تھا۔ ساٹھ سالوں میں اگر آپ کی بات صرف ایک فیصد زنانہ مانتی ہیں جبکہ ایک فیصد بھی میں نے زیادہ کہا ہے۔ بہرحال ۹۹ فیصد قوم اپنے اسی کلچر پر قائم ہے۔ اسی ثقافت پر جان دینے کے لئے تیار ہے۔ یہ برقع انہوں نے جبری طور پر نہیں پہنا ہے۔ اگر آپ کسی افغان خاتون کو ایک لاکھ روپیہ دیں کہ آپ اپنے برقع کو ترک دیں تو وہ تیار نہیں ہو گی۔ افغان عوام کی طبیعت اور فطرت شریعت سے ہم آہنگ ہے۔ ان کا خاص اپنا ایک کلچر ہے۔ ساٹھ سال کے اندر جو آپ نے بہت سختی سے کام کیا' بہت پیسہ خرچ کیا' بہت کام کیا تو ایک فیصد کامیابی ہوئی۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ ایک فیصد کو ننانوے فیصد کے اوپر مسلط کر دیں۔ کسی صورت ایک فیصد ننانوے فیصد کے اوپر غالب نہیں آئیں گے۔ اگر ایک فیصد کو ننانوے فیصد کے اوپر غالب کر کے آپ اقتدار ان کو دے دیں گے تو یہ ظلم ہو گا اور یہ سیکولرازم کے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔

ندائے خلافت: موجودہ حالات میں پاکستان کی دینی جماعتوں کو آپ کوئی مشورہ دینا چاہیں گے؟

قاری صاحب: پاکستان کی دینی جماعتوں کے حوالے سے یہ امر تو نہایت خوش آئند ہے کہ انہوں نے طالبان کے ساتھ اپنی وحدت کا اظہار کیا ہے۔ اس اظہار یکجہتی پر ہم ان سب کے شکر گزار ہیں۔ اللہ رب العزت ان کو جزائے خیر دے لیکن میں افغانستان اور پاکستان کے علماء کے خادم اور محب کی حیثیت سے ایک انتہائی عاجزانہ اور باادب درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ پاکستان میں دینی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر متحد نہ ہوئیں تو مستقبل قریب میں پاکستان کی ساری مذہبی قوتوں کو شاید اس معاملہ سے دوچار ہونا پڑے جیسے اتاترک کے وقت میں علماء ترکی ہوئے تھے۔ میں بڑے ادب و اخلاص سے علمائے کرام کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ ساری تحریک ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اسلام کی حمایت اور اسلام کی سربلندی کے لئے متحد ہو جائیں۔ پوری امت کی نظر پاکستان کی دینی تحریکوں کی طرف ہے اگر انہوں نے اپنی وحدت کو برقرار نہ رکھا تو نہ صرف پاکستان بلکہ پوری اُمت کو نقصان ہو گا۔ چونکہ پاکستان کی دینی قوتیں پوری امت کا سرمایہ ہیں۔ لہٰذا میں ان کے قائدین سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے سارے فروعی اختلافات پس پشت ڈال کر ایک اسلامی حکومت لانے کے لئے کوشاں ہوں۔ ان شاء اللہ ان کو کامیابی ملے گی۔

ندائے خلافت: موجودہ صورتِ حال میں پاکستانی عوام کے لئے آپ کا مشورہ کیا ہے کہ وہ طالبان کی مدد کیسے کر سکتے ہیں؟

قاری صاحب: جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے بتایا' افغانستان میں فی الوقت امریکی یا ان کے اتحادی آمنے سامنے نہیں ہوئے' اگر اترے ہیں تو بہت کم۔ الحمدللہ افغانستان کا ہر فرد فوجی ہے۔ افغانستان کی ساری قوم نے جوق در جوق جا کر طالبان کے حق میں اپنی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ اور پوری قوم اپنا روایتی اسلحہ لے کر جہاد کے لئے تیار ہو گئی ہے۔ میری اس بات کا مطلب یہ ہے کہ وہاں لڑنے کے لئے تعداد اتنی ہے کہ ہم سنبھال نہیں سکتے۔ یہ تو درست ہے کہ ہمیں یہاں جہاد کے جذبے کو اُجاگر کرنا چاہئے بلکہ جہاد کے موضوع پر جہاد کے فضائل' جہاد کی حقیقت' جنگ اور جہاد کے مابین فرق' جہاد اور دہشت گردی کے درمیان فرق جیسے موضوعات کے ذریعے نوجوانوں کو حقیقت سے آگاہ کیا جائے تاکہ لوگوں میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں وہ دور ہوں اور لوگوں میں جہادی جذبہ اجاگر ہو۔ یہ قلمی لحاظ سے افغان جہاد کے ساتھ تعاون کی ایک شکل بنتی ہے۔ افرادی لحاظ سے ابھی وہاں ضرورت نہیں ہے۔ البتہ فنی لحاظ سے تو ہم پہلے بھی محتاج تھے اور رہیں گے۔ فنی لحاظ سے جن لوگوں کے پاس کوئی معلومات ہوں۔ اگر وہ کوئی مدد کر سکتے ہوں تو ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ بہت بڑا تعاون ہو گا۔ تیسرے یہ کہ میں نے پہلے بھی اپنی گفتگو میں اشارہ کیا تھا کہ افغانستان اس وقت قحط سالی سے دوچار ہے۔ وہاں تین سال سے قحط ہے جس کے باعث افغان قوم اقتصادی مسائل کا شکار ہے۔ اسی بنا پر طالبان اور افغان عوام اقتصادی تعاون کی بہت ضرورت رکھتے ہیں۔ اگر اقتصادی لحاظ سے ہم پیچھے نہ رہے تو ان شاء اللہ کسی صورت ہم پیچھے نہیں رہیں گے۔ ابھی جو افغان عوام کے لئے اقتصادی تعاون ساری پاکستانی قوم اور دینی جماعتوں کی طرف سے ہو رہا ہے' اس پر ہم شکر گزار ہیں۔ یقین جانیں کہ اس یک جہتی کا اظہار ہونے کے بعد افغان قوم کے دل میں پاکستانی عوام کے لئے ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہوئی ہے۔ خصوصاً تنظیم اسلامی کی طرف سے جو مختلف کاروانوں کے ذریعے وہاں امداد پہنچی ہے اس پر بھی ہم تنظیم اسلامی کے بہت شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید توفیق عطا فرمائے' فی الحال یہی ایک بات اہم ہے جہاد اور مجاہدین کو تقویت دینے کے لئے۔ اسی کے ہم محتاج بھی ہیں اور اسی کی ہم کو ضرورت بھی ہے۔

بقیہ : گوشۂ خواتین

ہی غالب رہنے والی ہے۔" (المائدہ:۵۶'۵۵)

کاش آپ نے بش' بلیئر' پوٹن اور کولن پاول کی بجائے ان انتہا پسندوں کو رفیق بنایا ہوتا۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کا فرمان سچ ہے' باقی سب باطل۔ مگر آپ نے باطل پر بھروسہ کیا اور آزمائے ہوئے لوگوں کو آزمایا۔ یہ صرف اور صرف اپنے مفاد کے لوگ ہیں جن کے پیش نظر ہمیشہ اپنی مصلحتیں اور مقاصد رہے ہیں۔ اگر مسلمان حق پر ہوں' متحد ہوں اور جہاد کے جذبے سے سرشار ہوں تو یہ فوجی جاہ و جلال' بحری بیڑے' جنگی ساز و سامان ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہم وہ قوم ہیں جو اللہ کی راہ میں لڑائی کے دوران کامیاب ہوں تو غازی اور مجاہد جبکہ مر جائیں تو شہید۔

کاش آپ نے فیصلہ کرنے سے پہلے تاریخ پر نظر ڈالی ہوتی۔ خدا پر توکل اور ایمان مضبوط ہو تو فرعون بھی غرق ہو جاتا ہے' ہاتھیوں کی فوج معمولی کنکریوں سے بھس بن جاتی ہے' ۳۱۳ مجاہد ہزاروں پر غالب آ جاتے ہیں۔ اگر ہم اللہ کو نہ بھلا دیں تو وہ مشکل وقت میں ہمیشہ مومنوں کا ساتھ دیتا ہے۔ اس نے بارہا یاد کرایا ہے:

> "یاد کرو جب تم میں سے دو گروہ بزدلی دکھانے پر آمادہ ہو گئے تھے' حالانکہ اللہ ان کی مدد کے لئے موجود تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ آخر اس سے پہلے جنگ بدر میں اللہ تمہاری مدد کر چکا تھا' حالانکہ اس وقت تم بہت کمزور تھے۔ سو ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم احسان مانو"

(آل عمران: ۱۲۲'۱۲۳)

ان انتہا پسندوں کی تو آپ نے ایک نہ سنی۔ کاش خدا کے حضور ہی سجدہ ریز ہو کر اس سے راہنمائی مانگی ہوتی! وہ تو سیدھی راہ دکھانے والا مالک ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اس شعر میں اقبال کی مراد نماز سے ہے' مگر میرا مطلب یہاں اللہ پر توکل ہے' صرف اور صرف اللہ پر کامل توکل!

One of the minority

مسز نذیر خان خاکوانی' ملتان

پاکستانی معاشرے کی نئی دو قطبی تقسیم ــــ چند وضاحتیں

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی ایک تحریر ''پاکستانی معاشرے کی نئی دو قطبی تقسیم: اسلامی انقلاب کی تمہید'' ستمبر کے آخری ہفتے میں ملک کے نمایاں قومی روزناموں میں شائع ہوئی۔ اس تحریر کو عوامی و علمی حلقوں میں کافی سراہا گیا۔ ''ندائے خلافت'' کے شمارہ ۳۶ میں بھی یہ تحریر اداریہ کے طور پر شائع ہو چکی ہے۔ اس تحریر پر معروف کالم نگار جناب عبداللہ ملک کا ایک تنقیدی کالم نوائے وقت کی ۵ راکتوبر کی اشاعت میں ادارتی صفحے پر شائع ہوا۔ بعد ازاں صوبائی وزیر بلدیات و دیہی ترقی بریگیڈیئر (ر) حامد سعید اختر نے بھی امیر تنظیم اسلامی کی اس تحریر کو اپنے ایک مضمون میں ہدفِ تنقید بنایا جو ۱۳ اور ۱۴ راکتوبر کو بالترتیب روزنامہ ''انصاف'' اور روزنامہ ''پاکستان'' میں شائع ہوا۔ ان دونوں حضرات کے جواب میں محترم ڈاکٹر صاحب کی لکھی گئی تحریر ذیل میں ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے جو قومی اخبارات کو بغرض اشاعت بھجوائی گئی۔ (ادارہ)

ڈاکٹر اسرار احمد

نوائے وقت کی ۲۷ ستمبر کی اشاعت میں میری ایک مختصر سی تحریر درج بالا عنوان کے تحت شائع ہوئی تھی۔ جس کی غیر معمولی پذیرائی اولاً تو مثبت انداز میں اس طور سے ہوئی کہ لاہور کے مزید تین اردو روزناموں نے بھی اسے شائع کیا' مزید برآں پشاور کے دو انگریزی روزناموں نے اس کا ترجمہ شائع کیا اور ان پر مستزاد بعض دینی جرائد نے بھی اسے شاملِ اشاعت کیا۔ اور ثانیاً منفی انداز میں اس پر ایک جانب ملک کے بزرگ اور معروف دانشور جناب عبداللہ ملک نے ایک استہزائیہ کالم تبصرہ کے طور پر سپردِ قلم کیا جو نوائے وقت کی ۵ راکتوبر کی اشاعت میں شائع ہوا اور دوسری جانب پنجاب کے صوبائی وزیر بلدیات بریگیڈیئر (ر) حامد سعید اختر صاحب نے بھی اظہارِ خیال فرمایا۔ جو دو روزناموں (نوائے وقت نہیں!) میں شائع ہوا۔

مجھے زیادہ دلچسپی عبداللہ ملک اور ان کے استہزائیہ تبصرے سے ہے۔ اس لئے کہ ان کا تعلق اس بائیں بازو سے رہا ہے (اور غالباً اب بھی ہے!) جو پاکستان میں کمیونسٹ انقلاب کے لئے کوشاں رہا ہے ــــ اور مجھے یقین ہے کہ وہ بھی مجھ سے اس درجہ ضرور واقف ہیں کہ میں اس سلطنت خداداد پاکستان میں پینتیس سال سے اسلامی انقلاب کے لئے سعی و جہد کر رہا ہوں (اگرچہ اس میں مجھے تاحال کوئی محسوس کامیابی حاصل نہیں ہوئی!) ــــ یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ۱۹۶۷ء میں جبکہ ابھی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم پاکستانی سیاست کے اکھاڑے میں نہیں اترے تھے لاہور میں بائیں بازو کے چند دانشوروں نے ایک CELL منظم کیا تھا کہ جنرل ایوب خان کی آمریت کے طول نے ملک کی فضا میں جو سیاسی حبس پیدا کر دیا ہے اس کے خاتمے کے لئے کوشش کا آغاز کیا جائے ــــ اس سیل کے کنوینر تو ڈاکٹر مبشر حسن صاحب تھے' لیکن اس میں شامل لوگوں میں نمایاں نام جناب عبداللہ ملک اور جناب حنیف رامے کے تھے ــــ ان دنوں ڈاکٹر مبشر حسن دو مرتبہ کرشن نگر لاہور میں واقع میرے غریب خانے پر تشریف لائے تھے اور مجھے بھی اس سیل میں شرکت کی دعوت دی تھی کہ تم فعال طالب علم رہنما رہے ہو لہٰذا ہماری خواہش ہے کہ ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ چنانچہ ایک مرتبہ میں تحقیق احوال کے لئے اس سیل کے ایک اجلاس میں بھی شریک ہوا تھا جو ڈاکٹر مبشر حسن صاحب کی گلبرگ میں واقع کوٹھی کے خوبصورت لان میں منعقد ہوا تھا ــــ اور جس میں عبداللہ ملک صاحب بھی شریک تھے ــــ اور اگرچہ میں نے بالآخر ڈاکٹر صاحب سے یہ عرض کر کے معذرت کر لی تھی کہ میں تو اپنی زندگی کو منہاج محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے لئے وقف کر چکا ہوں اور اب میرے لئے کسی اور دائیں یا بائیں جانب دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ اور میرا گمان غالب ہے ڈاکٹر صاحب نے یہ بات اپنے پورے سیل تک لازماً پہنچائی ہو گی۔ (بعد میں بھٹو مرحوم پاکستانی سیاست کے افق پر اپنی انفرادی حیثیت میں طلوع ہوئے تو اس سیل نے ان کے ساتھ شمولیت اختیار کر کے پاکستان پیپلز پارٹی کی تاسیس میں حصہ لیا۔)

پھر ۱۹۸۵ء میں میری تالیف ''استحکامِ پاکستان'' شائع ہوئی تو اس کے موضوع پر ہم نے ایک سیمینار جناح ہال لاہور میں منعقد کیا تھا جس میں عبداللہ ملک صاحب نے بھی خطاب فرمایا تھا اور میری اس تالیف کے جملہ مباحث کا حاصل یہی تھا کہ پاکستان کے استحکام ہی نہیں بقا تک کا دار و مدار اسلامی انقلاب پر ہے۔

یہ ساری تفصیل اس لئے عرض کی گئی ہے کہ عبداللہ ملک صاحب اچھی طرح واقف ہیں کہ ''مری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی۔ میں اسی لئے مسلماں' میں اسی لئے نمازی!'' کے مصداق میں پاکستان میں اسلامی انقلاب کا داعی ہوں ــــ اس پس منظر میں کیا یہ بات تعجب انگیز نہیں ہے کہ انہوں نے پاکستانی معاشرہ میں افغانستان کے ایشو پر ہونے والی جس دو قطبی تقسیم کا میں نے ذکر کیا تھا اس کے ڈانڈے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے ''سپاہ صحابہؓ'' اور ''جیش محمدؐ'' کے درمیان رونما ہونے والے خون خرابے اور قتل و خونریزی سے ملا دیئے ہیں۔ اس ضمن میں جناب عبداللہ ملک صاحب کی اس ناواقفیت سے قطع نظر کہ انہیں سپاہ محمدؐ اور جیش محمدؐ کے مابین فرق معلوم نہیں ہے' سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا انہیں واقعتاً ایک خالص مذہبی فرقہ وارانہ کشاکش اور ایک نظریاتی انقلابی کشاکش کے مابین فرق بھی معلوم نہیں؟ ــــ اس سوال کا جواب اثبات میں اس لئے نہیں دیا جا سکتا کہ اپنی اس تحریر میں انہوں نے اس اجتماعی تحریک کا ذکر بہت شد و مد کے ساتھ اور نہایت تعریف و تحسین کے انداز میں کیا ہے جو اس وقت مغربی ممالک میں ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن ــــ اور اس کے مقصود ''گلوبلائزیشن'' کے خلاف چل رہی ہے ــــ اور ہمیں یقین ہے کہ عبداللہ ملک صاحب اس کے ڈانڈے ہرگز آئرلینڈ میں جاری کیتھولک اور پراٹسٹنٹ عیسائیوں کے مابین خونریزی سے نہیں ملائیں گے ــــ گویا ؎ ''وفاداری بشرطِ استواری عین ایماں ہے!'' کے مصداق عبداللہ ملک صاحب کی اصل وفاداری کمیونزم کی اس وفات کے باوجود جس کا ڈنکا پوری دنیا میں بج چکا ہے تاحال اسی کے ساتھ برقرار ہے اور اسی ناتے سے اسلام کے ساتھ ان کی ''الرجی'' بھی علیٰ

حالہ قائم ودائم ہے!

لیکن اسی حوالے سے یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ خواہ فرانس کا اٹھارویں صدی کے اواخر کا انقلاب ہو خواہ روس کا بیسویں صدی کے اوائل کا اشتراکی انقلاب کیا وہ معاشرے میں موجود ''تضادات'' کے نمایاں ہونے اور ان کی بنا پر پولارائزیشن کے بالفعل وجود میں آنے کے بغیر رونما ہو گئے تھے؟ ---- اور کیا ان کے دوران خونریزی نہیں ہوئی تھی؟ تاریخ عالم میں عظیم ترین ہمہ گیر ترین اور کامل ترین انقلاب محمد رسول اللہ ﷺ نے برپا کیا تھا۔ (اس کی گواہی بیسویں صدی کے اوائل میں عبداللہ ملک صاحب کے ممدوح ایم این رائے نے بھی دی اور پھر اس کے اواخر میں ڈاکٹر مائیکل ہارٹ نے بھی دی!) ---- اور اگرچہ اس انقلاب کے دوران قتل وغارت کا معاملہ معجزانہ حد تک کم ہوا تھا یعنی کل ڈھائی صد کے لگ بھگ مسلمان شہید ہوئے اور ساڑھے سات سو کے لگ بھگ کفار قتل ہوئے۔ تاہم اس انقلاب کے ضمن میں ''حزب اللہ'' اور ''حزب الشیطان'' کے مابین ''پولارائزیشن'' بھی پوری شدت کے ساتھ ہوئی تھی اور خواہ بہت محدود پیمانے پر ہی سہی کسی قدر خونریزی بھی ہوئی تھی ---- دو قطبی تقسیم اور جان ومال کے ضیاع سے بچنے کی تو ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ خواہ کسی خطۂ ارضی میں قائم نظام کتنا ہی ظالمانہ ہو کتنا ہی جابرانہ ہو کتنا ہی استحصالی ہو اور کتنا ہی مبنی بر امتیازات ہو ہر حال میں ''سٹیٹس کو'' (STATUS QUO) برقرار رکھا جائے۔ ورنہ عدل وانصاف کے قیام کی ہر کوشش ظاہر ہے کہ کسی نہ کسی درجہ کے تصادم ہی کو جنم دے گی! چنانچہ قرآن حکیم نے تو سورۂ حدید کی آیت نمبر ۲۵ میں پردہ بالکل ہی اٹھا دیا ہے کہ: ''ہم نے اپنے رسولوں کو معجزات کے ساتھ مبعوث کیا اور ان کے ساتھ کتاب (یعنی شریعت) بھی اتاری اور میزان (یعنی متوازن نظام) بھی تاکہ لوگ عدل پر بالفعل قائم ہوں ---- اور ہم نے لوہا بھی اتارا ہے جس میں جنگ کی شدید صلاحیت ہے ---- اور یہ اس لئے کہ اللہ دیکھے کہ کون ہیں (اس کے وہ وفادار بندے) جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد (یعنی ان کے دیئے ہوئے نظام عدل و قسط کو قائم کرنے کی جدوجہد اس لوہے کی قوت کے ساتھ) کرتے ہیں ---- ویسے یقیناً اللہ خود ہی قوی بھی ہے اور زبردست بھی!''

کاش جناب عبداللہ ملک اور ان کے ہم خیال لوگ اس حقیقت کا ادراک کر سکیں کہ بنی نوع انسان کی بہت بڑی بدقسمتی یہ ہوئی کہ جب ہسپانیہ کی یونیورسٹیوں سے وسطی یورپ میں علم و آگہی اور عدل وقسط کے اصولوں کی روشنی پھیلی تو اس سے یورپ میں احیاء العلوم کی جو تحریک شروع ہوئی اس کا رخ صدیوں سے قائم پوپ کی غیر علمی غیر عقلی اور شدید ترین مذہبی آمریت کے ردعمل کے طور پر الحاد اور لادینیت کی جانب مڑ گیا۔ اور اس کے نتیجے میں مادیت کو جو غلبہ حاصل ہوا اور روح و روحانیت اور مذہب اور آسمانی شریعت کے خلاف جو بغاوت ہوئی اس کی بنا پر مادّی جدلیت کا وہ عمل شروع ہوا۔ جس میں خالص مادی سطح پر دعویٰ جواب دعویٰ اور پھر ان کے مابین آمیزش سے ایک نئے دعویٰ کے ظہور کا عمل جاری ہوا جو تا حال جاری ہے۔

چنانچہ امریکی دانشور فوکویاما کا یہ موقف بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کہ نوع انسانی کا عمرانی ارتقاء سیکولر سیاست اور آزاد سرمایہ دارانہ معیشت کی صورت میں اپنی معراج کو پہنچ چکا ہے ---- اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ جیسے یورپ میں سرمایہ داری کی اوّلین اور نیشنل سطح کی صورت کے خلاف ''جواب دعویٰ'' بھی کیمونزم کی صورت میں وہیں ظاہر ہوا تھا اسی طرح اب جو یہ سرمایہ داری ''گلوبل'' صورت اختیار کر رہی ہے تو اس کے خلاف بھی ''جواب دعویٰ'' وہیں ظاہر ہو رہا ہے ---- اور اگرچہ اس جدلی عمل کا یہ پہلو مسلم ہے کہ اس کے ہر چکر میں نوع انسانی قدرے بہتر نظام کی جانب بڑھتی رہی ہے ---- چنانچہ اسی حقیقت کے پیش نظر علامہ اقبال نے تاریخ کے اس جدلی عمل کو ''تلاش مصطفیٰ'' سے تعبیر کیا تھا۔ بحوالۂ:

ہر کجا بینی جہان رنگ و بو
آنکہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نور مصطفیٰ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است!

اور ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں ابلیس کی زبانی اس ملعون کے اس اندیشے کو بیان کیا تھا کہ: ''عصر حاضر کے تقاضاؤں سے لیکن یہ خوف۔ ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں!'' تاہم یہ خالص مادّی جدلی عمل بھی اس کامل اور متوازن نظام عدل و قسط تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اس کی حیثیت زیادہ سے زیادہ وہی ہو گی جو حضرت علامہ نے ''عقل محض'' کی قرار دی ہے ---- یعنی ''گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور ---- چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے!'' اور الحمد للہ کہ اب انسان کی اجتماعی عقل اس مقام پر آ گئی ہے کہ خود اپنی نارسائی کا اعتراف کرتے ہوئے اشارہ کر رہی ہے کہ ''مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست۔ اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است!'' ---- اور دنیا کشاں کشاں اسلامی انقلاب کی جانب بڑھ رہی ہے ---- !!

یہی وجہ ہے کہ عالم کفر اپنے تمام تر لاؤ لشکر اور مہلک ترین ہتھیاروں کے انباروں کے باوجود اس وقت ''مسلم فنڈا منٹلزم'' کے خوف سے لرزہ براندام ہے ---- اور جہاں عملی طور پر ''جہاد'' پورے عالم اسلام کا مقبول ترین نعرہ بن گیا ہے وہاں نظری اور فکری سطح پر دعوت قرآنی اور قرآن حکیم کے فلسفہ وحکمت کی نشر واشاعت کا غلغلہ بھی بلند ہو چکا ہے ---- ! اور الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ان دونوں اعتبارات سے پاکستان کو عالم اسلام میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے!

اس پس منظر میں افغانستان پر امریکہ کے ظالمانہ اور وحشیانہ حملے ---- اور اس کے ضمن میں حکومتِ پاکستان کی جانب سے امریکی تائید و نصرت کے نتیجے میں جو دو قطبی تقسیم (پولارائزیشن) اس وقت پاکستانی معاشرے میں ہو رہی ہے وہ واقعتاً نہایت مبارک ہے ---- اور یہ ان شاء اللہ العزیز یہاں اسلامی انقلاب کی تمہید بنے گی۔ چنانچہ اس وقت اللہ کے فضل وکرم سے مسلمانانِ پاکستان کے جملہ دینی و مذہبی حلقوں اور طبقوں کا موقف ایک ہی ہے خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ اور خواہ حنفی ہوں یا اہلحدیث اور خواہ بریلوی ہوں خواہ دیوبندی ---- اور خواہ جماعت اسلامی ہو یا تنظیم اسلامی۔ اور خواہ خاکسار تحریک ہو یا تنظیم الاخوان ---- اور اگرچہ تا حال ان کے مابین ع ''قبائل ہوں ملت کی وحدت میں گم!'' کے مصداق ایک بنیان مرصوص بننے کی صورت پیدا نہیں ہوئی ہے تاہم امید ہے کہ اگر افغانستان پر ظالمانہ حملوں کا سلسلہ طویل ہوا تو اس شر کی کوکھ سے یہ خیر بھی ان شاء اللہ جلد برآمد ہو جائے گا کہ جملہ فعال دینی و مذہبی عناصر یکجا ہو جائیں گے ---- اور دوسری جانب یا اعلانیہ ملحد اور سیکولر لوگ رہ جائیں گے یا وہ جن کا اسلام سے تعلق صرف زبانی کلامی ہے یا انگریزی محاورے کے مطابق صرف ''SKIN DEEP''! ---- فقط!

بقیہ: اداریہ

مظاہروں کے ذریعے حکومت پر بھرپور دباؤ ڈالا جائے کہ وہ اپنی پالیسی کو تبدیل کرے اپنا قبلہ درست کرے مزید برآں دینی جماعتوں کے اس مبارک اتحاد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ملک میں نفاذ شریعت کے لئے بھرپور مطالباتی تحریک چلانے کی مثبت منصوبہ بندی کی جائے تاکہ مشرف کے بعد تخت حکومت پر رونق افروز ہونے والے کسی بھی شخص کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو کہ عوام کے دینی و ملی جذبات کو پامال کر کے تخت حکومت پر متمکن رہنا کسی طور پر ممکن نہیں ہے۔ تا کہ پھر وہی اوپر آئے جو ملک کے دینی طبقات کے جذبات اور مطالبات کا احترام کرنے کا عزم رکھتا ہو۔ اس لئے کہ اسلام کے سچے خادم اور اللہ اور اس کے دین کے وفادار ہونے کے ناطے ہماری اصل منزل اسلام ہے اسلام آباد نہیں! oo

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

''مارتا بھی ہے اور رونے بھی نہیں دیتا''

آج امریکہ اسلام کو ایک ایسے جنگجو قبیلے کے مذہب کے طور پر پیش کر رہا ہے جس کا امن اور انسانیت سے کوئی تعلق نہیں۔ حالانکہ جب امریکہ سمیت تمام مغرب علمی اور معاشی اعتبار سے تاریکیوں میں غرق تھا تو دنیائے اسلام علم کے ہر میدان میں روشن اور ترقی یافتہ تھی۔ آج مغرب کی علمی ترقی اور بلندیٔ افکار کا سہرا اسلام ہی کے سر ہے۔ اخلاق و تہذیب کا ذکر میں اس لئے نہیں کرنا چاہتی کیونکہ اس لحاظ سے اہلِ مغرب پاتال کی پہنائیوں میں پائے جاتے ہیں۔

اہلِ مغرب اور خصوصاً امریکہ نے دانستہ طور پر دنیا کے سامنے اسلام کے حقیقی تصور کو اُجاگر نہیں ہونے دیا اور مسلمانوں کو بطورِ دہشت گرد اور بنیاد پرست متعارف کرانے کے ساتھ ساتھ انہیں خواتین کے معاملے میں انتہائی سخت گیر اور انسانیت سے عاری مخلوق ثابت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے۔ مسلمان مردوں پر خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کرنے کا الزام لگانے والے مغربی ممالک میں خواتین کو آزادی کے نام پر گناہوں کی جس دلدل میں دھنسنے پر مجبور کیا جاتا ہے وہ ان ترقی یافتہ ممالک کے دامن پر تنزلی کا انتہائی بدنما داغ اور انسانیت کے پرخچے اڑانے کے مترادف ہے۔

امریکہ نے گزشتہ کئی سالوں سے اسلام اور عرب مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ سٹیریو ٹائپ مہم چلا رکھی ہے اور اسلام کا انتہائی منفی تصور لوگوں کے ذہنوں میں ابھارا جا رہا ہے۔ فروری ۲۰۰۰ء میں امریکہ کی کئی ریاستوں نے اپنے مڈل سکول کے نصاب میں اسلام مخالف کتاب کو شامل کیا۔ "The Terrorist" نامی یہ کتاب کیرولین بی کونی کی تحریر کردہ ہے جو نصابی کتابوں کے حوالے سے امریکہ میں ایک معتبر نام ہے۔ کتاب ایک امریکی طالبہ کی کہانی پر مشتمل ہے جو ایک بم دھماکے میں مارے جانے والے اپنے گیارہ سالہ بھائی کا بدلہ لینا چاہتی ہے۔ کتاب کے صفحہ ۷۷ پر فلسطین کے لئے برملا کہا گیا ہے کہ یہ اسرائیل ہے اور اسرائیل ہی رہے گا۔ صفحہ ۱۰۷ اور ۱۰۸ پر زارا نامی ایک سولہ سالہ مسلمان لڑکی کی کہانی یوں بیان کی گئی ہے کہ کس طرح اس کی شادی زبردستی ایک ۵۰ سالہ شخص سے کر دی جاتی ہے جو پہلے سے دو بیویاں رکھتا ہے۔ وہ اس کو پردے میں قید رکھتا ہے اور اس کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کرتا ہے۔ اسی طرح کتاب میں بیٹی کی پیدائش پر مسلمان گھرانوں میں غم و غصے کے اظہار کا من گھڑت تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۱۱ پر اسلام کے بارے میں ہرزہ سرائی ان الفاظ میں کی گئی ہے: ''اسلام جسے تم خدا

رعنا ہاشم خان

اور اپنے درمیان رابطے کا مذہب سمجھتے ہو دراصل (نعوذ باللہ) ایسا نہیں ہے بلکہ اسلام وہ مذہب ہے جس میں آدمی عورت سے نفرت کرے اور اسے کپڑوں میں قید کر کے گھر میں بند کر دے''۔ اس کتاب کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے جا رہے ہیں بلکہ ان کے احتجاج پر کوئی توجہ بھی نہیں دی جا رہی۔

اپنے تعلیمی نصاب میں خلاف اسلام مواد ڈال کر بھی امریکہ کی تشفی نہیں ہو سکی لہٰذا پاکستان کو اپنی دفاعی ضروریات کے تحت ایٹم بم بنانے کی سزا ایک طرف تو اسلامی بم کا پروپیگنڈا کر کے دی جا رہی ہے اور دوسری طرف امریکی یونیورسٹیوں میں زیرِ تعلیم پاکستانی طالب علموں کے تعلیمی نصاب پر خاص طور سے نظر رکھی جا رہی ہے کہ کون سا طالب علم کون سا میجر رکھتا ہے کہ مبادا پاکستانی طالب علم بیالوجیکل ہتھیاروں سے متعلق معلومات و اطلاعات ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کر دیں۔ ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق تو اگر پاکستان میں پتہ بھی ہلتا ہے تو فوراً امریکہ کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پاکستان بنیادی طور پر ایک امن پسند ملک ہے جس کی اکثریت متوسط طبقے پر مشتمل ہے۔ لیکن کیا کیجئے کہ امریکی لغت میں دہشت گردی کی تعریف ''افغانستان اور پاکستان'' درج ہے۔ اور چونکہ حالیہ جنگ دہشت گردی کے خلاف ہے لہٰذا امریکی نصاب میں شامل کتاب کا نام "The Terrorist" رکھنے والا اور پاکستانی طالب علموں کے تعاقب میں مانیٹرنگ ٹیموں کو متعین کرنے والا امریکہ جب اپنے شیطانی چہرے پر مکروہ مسکراہٹ سجا کر یہ کہتا ہے کہ یہ جنگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے اور پاکستان ایک اچھا دوست ہے تو بے اختیار زبان پر یہ شکوہ مچل جاتا ہے کہ: ''مارتا بھی ہے اور رونے بھی نہیں دیتا''!

گوشہ خواتین

ایک مسلمان خاتون کا صدر پرویز مشرف کے نام کھلا خط

محترم جناب صدر پرویز مشرف!

السلام علیکم!

معلوم نہیں آپ کے اس ظالمانہ فیصلے میں آپ کے ساتھ کون ہے! میں قوم کی ایک بیٹی ہوں اور میں نے اپنے طور پر دیکھا ہے کہ کوئی بھی ایسا نہیں جو اس فیصلے سے خوش ہو۔ میں خود بھی اس فیصلے کے خلاف ہوں جبکہ آپ کہتے ہیں کہ صرف چند مذہبی انتہا پسند خلاف ہیں۔ یہ انتہا پسند کون ہیں؟ وہی جو اسلام سمجھتے ہیں' اسلام پر چلتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ ان کی تعداد کو آپ صرف کچھ فیصد کہتے ہیں! یہ تو بتائیں مسجدوں میں کتنے فیصد لوگ جاتے ہیں؟ صاحب ایمان اور کلمہ گو مومن کتنے لوگ ہیں؟ حالیہ الیکشن میں سب واضح ہو گیا ہوگا۔ پھر ایسے لوگوں کی رائے کو آپ نے مقدم کیوں نہ جانا جو حق کو جانتے ہیں اور حق پر ہی مرمٹتے ہیں؟ آپ نجانے کس اکثریت کی بات کرتے ہیں! ہر کوئی لقمان یا سقراط نہیں ہوتا۔ اگر آپ نے ذرا بھی قرآن مجید پر غور کیا ہوتا تو آپ افغانستان کی حالیہ تباہی میں کافروں کا ساتھ نہ دیتے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بارہا کہا ہے کہ وہ ہمارے دوست ہو ہی نہیں سکتے۔

''تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے۔'' (المائدہ:۸۲)

آپ نے اللہ کا فرمان چھوڑ کر مشرکوں کا ساتھ دیا اور مسلمانوں کے قاتل بن گئے۔ سوچیں اب آپ کے ساتھ کیا ہوگا! آپ بھی ہمیشہ تخت نشین نہیں رہیں گے۔ ایک دن آپ کو اپنے رب کے پاس بھی حاضر ہونا ہے۔ وہاں کیا جواب دیں گے؟ کاش آپ نے اس *Minority* کی بات سنی ہوتی جو آپ کی نظر میں انتہا پسند ہے! یقیناً ایسے ہی لوگوں کے دم سے پاکستان ہے۔ یہ آپ کو اس وقت پتہ چلے گا جب وقت آپ کے ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔ کاش آپ نے قرآن حکیم پر غور کیا ہوتا کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ہماری ہر طرح سے راہنمائی فرمائی ہے:

''تمہارے رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا رفیق بنا لے (اسے معلوم ہو) کہ بے شک اللہ کی جماعت

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

crimes to the crimes of the allies and show that mere repetition doesn't turn lies into universal truths as Blair has quoted them in a newspaper article. He says: "Public administration is chaotic and getting worse. The country is desperately poor and getting poorer because of the regime's policies. Teachers, doctors and other educated Afghans have been forced to flee or live in terror. Because the Kabul regime has so badly mismanaged the economy, the Afghan people are starving." He goes on to the issue of statues and intolerance, but none of these, not even the issue of not-proven-guilty-Osama, warrants an attack on an independent country.

Everything attributed to the Taliban exist in all societies, what is different is the style not the reality of their existence. The poverty and financial crisis have more to do with economic embargoes and externally supported destabilization in the North than with the Taliban. What's the difference between death by the Taliban decapitation using knives, daggers, or swords, and dying by the American bombs and missiles? The death of one and a half million Afghans as a result of injustice is not regarded as aggression, but the decapitation of convicted killers with a sword will long be the main headline of satellite TV news.

Even if we leave out crimes of the US over the past two centuries and compare alleged crimes of the Taliban with a shorter period of Israel's US sponsored existence, we would come to the conclusion: bomb Israel, or recognize the Taliban, whose alleged crimes can never match the perfection and quality of the Israeli professionalism. Blair puts economic refugees from Afghanistan in the Taliban's crime list. Did the Taliban drove out 700,000 people from their homes through widespread acts of terrorism? Did the Taliban cut apart the bellies of pregnant women like Israelis at Deir Yassin? Mulla Umer didn't write any word like Begin, who proudly confesses, "there would not have been a State of Israel without the victory of Deir Yassin...The Haganah carried out victorious attacks on other fronts... In a state of terror, the Arabs fled, crying, 'Deir Yassin'" (Begin, M., ***The Revolt: The Story Of The Irgun***, 1964, p-162)? Did Mulla Umer kill thousands of civilians like Sharon, who murdered two thousand of refugees in the Sabra and Shatila camps in Lebanon?

Unlike Israel, there is not even any allegation of the Taliban torturing the Afghans. Sami Sockol reported in the Israeli daily, ***Ha'aretz*** on May 20, 1998, that a Jewish human rights group in Israel confirmed in a 60-page report that 85% of Palestinian detainees undergo severe torture while in custody. Even a major ***New York Times*** article by the Jewish Joel Greenburg, stated on August 14, 1993 that Israel tortures 500 to 600 Palestinians every month.

Did the Taliban invade another country and kill 40,000 civilians like Israel in its 18-year occupation of Lebanon? Did the Taliban shot down passenger plans like Israel hitting a Libyan airliner over the Sinai killing 111 people? The Taliban deserve a break if they have not directly attacked the Americans like the Israelis in 1967, when they purposely attacked with unmarked jet fighters and torpedo boats, the USS Liberty, even machine gunning the deployed life rafts of the ship. The attack killed 31 American servicemen and wounded over 170 (Ennes, J., ***Assault On The Liberty***, 1979).

For more than half a decade we ignored the Taliban pleas for recognition, assistance in reconstruction and rehabilitation. Despite our demonisation and indifference, the only one whose heart has not turned to stone yet, are the Taliban. With all their unyielding faith, they feel humiliated to surrender their Muslim brothers to the Americans and decided to resist. Taliban's state of isolation became ashamed before a nation in need of bread and they decided to die for a just cause. The Taliban preferred to be bombed to death to inform the world of their suffering, poverty, helplessness and innocence. But negligent humanity only heard about the defiance of the Taliban. A Chinese proverb says: "You point your finger at the moon, the fool stares at your finger." Nobody sees the suffering nation that the Taliban are pointing to. Are we supposed to stare at all the picture and video clips of death and devastation in Afghanistan rather than at what they are in fact conveying? Are the crimes of the Taliban deeper than the world's ignorance towards the ominous fate of a nation at the mercy of American sanctions and bombing? The only advice to the demi-gods is: Apply the solution of recognition and dialogue or get ready to lose your peace, power and a pause in Allah's wrath for repentance.

کاروان خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی میر پور کی ماہانہ شب بسری

۲۷ راکتوبر کو بعد نماز مغرب مسجد دارالسلام جٹی میں شب بسری کا پروگرام منعقد ہوا۔ اس کے آغاز میں جناب سید محمد آزاد نے قنوتِ نازلہ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ مشکل وقت آنے پر قنوت نازلہ کا اہتمام کرنا مسنون ہے۔ اس کے بعد رفقاء و احباب نے' جن کی تعداد تقریباً ۴۰ تھی' ویڈیو کے ذریعے ''انٹرنیشنل خلافت کانفرنس'' میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد اور دیگر مقررین کے خطابات سنے۔ یہ خطبات بڑی دلچسپی سے سنے گئے۔ رات دس بجے جناب محمد آزاد نے رفقاء کو متحرک کرنے کے لئے قرآنی آیات اور احادیث نبوی کی روشنی میں ترغیب و تشویق دلائی۔ ساڑھے دس بجے سے صبح چار بجے تک آرام کا وقفہ ہوا۔ چار بجے سے پانچ بجے تک تہجد کی نماز کا باجماعت اہتمام کیا گیا۔

اس پروگرام میں تنظیم اسلامی میر پور کے امیر جناب پروفیسر حافظ عطاالرحمٰن صدیقی نے مغرب' عشاء اور فجر کی فرض نمازوں کی آخری رکعت میں دعائے قنوت نازلہ پڑھی۔ نماز فجر کے بعد جناب سید محمد آزاد نے درسِ قرآن دیا جس پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: ظفر اقبال)

ناظم حلقہ سندھ (زیریں) کا دورۂ اسرہ اورنگی ٹاؤن

حلقہ سندھ (زیریں) کے ناظم جناب انجینئر نوید احمد نے ۱۶ اکتوبر کو اسرہ اورنگی ٹاؤن کے ماہانہ دعوتی پروگرام سے خطاب کیا۔ اس ماہ کے خطاب کا عنوان ''افغانستان کی صورتحال'' تھا' جس کی مناسبت سے ناظم حلقہ نے سورۂ محمد کی آیات ۶ تا ۱۲ کی تشریح کی۔

ناظم حلقہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ افغانستان کو اپنے ملک میں شریعت کی بالادستی قائم کرنے کی سزا دی جارہی ہے۔ اس سلسلہ میں دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد امریکہ سے کیا گلہ کرنا کہ اس کے پیش نظر تو اپنے ورلڈ آرڈر کی تکمیل ہی ہے' اصل شکوہ حکومت پاکستان سے ہے جو مسلسل سفید جھوٹ کا راگ الاپ رہی ہے اور افغانستان پر امریکی حملوں کا دفاع کر رہی ہے۔ اس حوالے سے مسلمانان پاکستان پر ایک عظیم ذمہ داری کا بوجھ آن پڑا ہے جسے ایک سچے مومن کی طرح نبھانا چاہئے اور اپنی حکومت کو امریکی حمایت سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے مجبور و بے کس افغان بھائیوں کی ہر ممکن جانی و مالی امداد بھی لازمی ہے۔ پروگرام میں ۱۱۵ افراد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کفار کے مقابلے میں ہمارے قدموں کو جمادے اور مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار فرمائے!

(رپورٹ: محمد رضوان)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan2@psh.paknet.com.pk)

Taliban's Recognition is The Only Solution.

Asking for Taliban's recognition might seem absurd amid the growing cacophony of voices for whom the Taliban are history since the American attacks. Almost everyone discussing post-Taliban government is certain about the Taliban's fall in the face of American power. To many it is just a matter of time. Among the coalition partners no one is ready to even give a passing thought to the above titled idea. Nevertheless, the Taliban may never fail before the fall of the United States at an unprecedented cost to the humanity. Ridiculous prediction it might sound; something new, it, however, is not. Powerful nations have more often pursued disastrous experiments right up until the culminating, disintegrating catastrophe - which is to say, their leaders behaving as though they were not intelligent being and as though they lacked the necessary knowledge and capacity to envisage potentially disastrous outcomes.

Logically speaking, so confident of their power both Blair and Bush are that they would never agree to recognising the Taliban and proceeding with a dialogue to end the crisis. In religious terms, they would never agree to the only possible solution, because they are destined to follow the preordained course. They would knowingly jump into quagmire after quagmire to face the infinite justice. This is where the prophecies made by Prophet Mohammed (PBUH) are coming true one after another and it becomes hard to keep sacred and secular argument separate from one another in the post-September 11 environment.

Apparently it doesn't make any sense to the American leadership to back down from a widely trumpeted war with a few thousand turbaned pigmies, having no means to survive the American wrath. But so was Alcibiades' reckless expedition against Syracuse in the year 415 BC; Napoleon's catastrophic Russian campaign of 1812 and Hitler's repeat performance in 1941. Not to talk of the USSR, because the US has not even reached the stage from where the Soviets began their war in Afghanistan: they were in total control of all major cities. History is full of examples of political leaders who ruined themselves and their countries by their pigheaded insistence on pursuing insane projects despite expert warnings and a wealth of admonitory information.

Reflection, when preceding action, offers one principal advantage: it allows us to gain time, to spare ourselves predictable vicissitudes, to avoid having to live bad solutions. If through hypocrisy or ideological fanaticism we do not employ thought toward this end; if we are content to be swept along to the very end of risky experiments before being able to judge them at last, as the US has done so many times during the course of the last century; then one may well ask what point there is in possessing the faculty of knowledge or an abundance of information.

The reflection work seems to have preceded the US attacks on Afghanistan. The problem, however, is with the undeclared malicious intentions behind the declared poise objectives. Authentic reports indicate that a pact for war against the Taliban was made between the US, Russia, Pakistan, and India apparently to facilitate a Middle East to S.E. Asia Oil Pipeline, which could not take place with the Taliban at the helms of affairs in Afghanistan. Iran is thought to be a covert member to the pact. The combat was initially slated for mid October. None of the pact members could go to war without probable cause and without a valid justification. Yet Powell scheduled a war months in advance, indicating *prior knowledge* that there would be probable cause by that time.

To many anti war activists in the West, this war is about oil, but the western propaganda against the Taliban over the years show that the prime target is removal of a nascent model of an Islamic state, which, if left alone to flourish, could prove the western myths about Islam's incompatibility with politics completely wrong. The solution to remove the spread of Islamic resistance to the US domination is death warrants for the Taliban under the pretext of harbouring terrorists.

The conceived logical solution to settle the issue through waging a war was considered to take no time at all. To the contrary, we are exactly a month into the war and all indicators suggest that the US has miserably failed on all fronts, except in killing civilians, destroying civilian infrastructure. Both in the light of secular logic and religious revelations, the US would never - repeat never -- succeed in achieving its hidden objectives in Afghanistan. The only solution, which the US may never accept, is to recognise the Taliban government and negotiate with them the future set up and possible course of action.

The reason for the US failure is as much due to the prescribed solution as much it is due to wrong diagnosis of the problem. It is not yet clear as to what is the problem: Is it terrorism or Islam? Both crusader Bush and Blair say, it is terrorism, which, of course, cannot be eradicated without addressing its root causes through bombing the dead conscience in Pentagon, White House, Capital Hill and other centres where the US foreign policies are drafted. However, General Clarke, ex Supreme Commander of NATO, says the target of war on terrorism is the entire Muslim World; those countries that are unable or unwilling to control anti-Americanism, would all be targets. That reveals the hidden objectives, which makes the war in Afghanistan totally un-winable.

The western propaganda's success in demonizing the Taliban for some uncommitted crimes is also vaporizing with the passage of time. It is also evident by now that the US is not interested in bringing the guilty to justice. The idea of a broad based Government is dubious. Mullah Mohammed Omar, having been endorsed by the *Shoora*, is a legitimate ruler of Afghanistan. Anything about Afghanistan would have to be negotiated with the Taliban who control more than 90% of the area and have not surrendered even a single inch despite the US attacks over the last 30 days. If Israel is a legitimate partner to negotiations over the occupied land, despite its policies of ethic cleansing, why can't the Taliban for ruling their own country for so long? There is absolutely no reason for throwing them out of power and installing another regime.

It is not wise to predict, "the Taliban days in power are numbered." It is the time to expose the Western propaganda about the Taliban and ask those who cried to defend the doomed statue: Why don't you except UN High Commissioner for Refugees, Sadoko Ogato, to express grief over the pending death of one million Afghans as a result of severe famine and US attacks? Why don't you speak of the baser motives behind this barbarism? Why did everyone cry aloud over the demolition of the Buddha statue while nothing is heard about preventing the death of hungry Afghans? Are statues more cherished than humans in the modern world?

Being next on the American hit list, we must not throw the Taliban to the wolves. We need to debate and compare their